﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَن يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۱۰ رنومبر ۲۰۰۰ء شمارہ ۴۵

۱۳ رشعبان ۱۴۲۱ ہجری ☆ - ۱۰ رنبوت ۱۳۷۹ ہجری شمسی

وضو اور نماز

حضرت عثمانؓ نے ایک دفعہ وضو کر کے دکھایا اور فرمایا:
آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جس نے میری طرح اس طریق سے وضو کیا پھر وساوس سے محفوظ رہ کر دو رکعت نماز پڑھی اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔

(صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الوضوء ثلاثا)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداری خوارق میں طاقت الٰہی سب سے زیادہ بھری ہوئی تھی کیونکہ وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تجلیات الٰہیہ کے لئے اتم و اعلیٰ وارفع واکمل نمونہ تھا

لقا کا مرتبہ جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اس مرتبہ کی تموج کے اوقات میں الٰہی کام ضرور اس سے صادر ہوتے ہیں۔

"ہمارے نبی ﷺ کے اقتداری خوارق میں چونکہ طاقت الٰہی سب سے زیادہ بھری ہوئی تھی کیونکہ وجود آنحضرت ﷺ کا تجلیات الٰہیہ کے لئے اتم واعلیٰ وارفع واکمل نمونہ تھا اس لئے ہماری نظریں آنحضرت ﷺ کے اقتداری خوارق کو کسی درجہ بشریّت پر مقرر کرنے سے قاصر ہیں مگر تاہم ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اس جگہ بھی اللہ جلشانہ اور اس کے رسول کریمؐ کے فعل میں مخفی طور پر کچھ فرق ضرور ہوگا۔

اب ان تحریرات سے ہماری غرض اس قدر ہے کہ لقا کا مرتبہ جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اس مرتبہ کی تموج کے اوقات میں الٰہی کام ضرور اس سے صادر ہوتے ہیں۔ اور ایسے شخص کی گہری صحبت میں جو شخص ایک حصہ عمر کا بسر کرے تو ضرور کچھ نہ کچھ یہ اقتداری خوارق مشاہدہ کرے گا کیونکہ اس تموج کی حالت میں کچھ الٰہی صفات کا رنگ ظلّی طور پر انسان میں آجاتا ہے یہاں تک کہ اُس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم اور اُس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ بغیر کسی دعا کے کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جائے تو وہ پیدا ہو جاتی ہے اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس پر کوئی وبال نازل ہو جاتا ہے اور کسی کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک موردِ رحم ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کا کُن دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلا تخلف پیدا کرتا ہے ایسا ہی اُس کا کُن بھی اُس تموج اور مدّ کی حالت میں خطا نہیں جاتا۔ اور جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں ان اقتداری خوارق کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ یہ شخص شدّتِ اتصال کی وجہ سے خدائے عزوجل کے رنگ سے ظلّی طور پر رنگین ہو جاتا ہے اور تجلیات الٰہیہ اُس پر دائمی قبضہ کر لیتے ہیں۔ اور محبوب حقیقی حجب حائلہ کو درمیان سے اٹھا کر نہایت شدید قرب کی وجہ سے ہم آغوش ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ وہ خود مبارک ہے ایسا ہی اس کے اقوال وافعال وحرکات اور سکنات اور خوراک اور پوشاک اور مکان اور زمان اور اس کے جمیع لوازم میں برکت رکھ دیتا ہے۔ تب ہر یک چیز جو اس سے مَسّ کرتی ہے بغیر اس کے جو یہ دعا کرے برکت پاتی ہے۔ اس کے مکان میں برکت ہوتی ہے، اس کے دروازوں کے آستانے برکت سے بھرے ہوتے ہیں۔ اس کے گھر کے دروازوں پر برکت برستی ہے جو ہر دم اس کو مشاہدہ ہوتی ہے اور اس کی خوشبو اس کو آتی ہے۔ جب یہ سفر کرے تو خدا تعالیٰ مع اپنی تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب یہ گھر میں آوے تو ایک دریا نور کا ساتھ لاتا ہے۔ غرض یہ عجیب انسان ہوتا ہے جس کی کنہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا"۔

(آئینہ کمالات اسلام ، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۸، ۶۹)

صحابہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ حضرت فضل الٰہی صاحب، حضرت حافظ نبی بخش صاحب، حضرت خان محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اور حضرت میاں بڈھا صاحب رضوان اللہ علیہم کی روایات کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں اور جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے دعا کا دلنشیں تذکرہ

(جلسہ سالانہ جرمنی کے تیسرے روز کے دوسرے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز اور روح پرور اختتامی خطاب)

(تیسری قسط)

یہ روایت **حضرت فضل الٰہی صاحبؓ ریٹائرڈ پوسٹ مین** کی ہے۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں: "میں ۱۸۹۳ء میں گھروٹہ میں چٹھی رساں تھا۔ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے شائع کردہ اشتہارات پڑھنے کا موقعہ ملتا رہتا تھا۔ چونکہ میرا میلان طبع عیسائیت کی طرف زیادہ تھا اس لئے میں نے ان کے دعویٰ مسیح موعود میں گہری دلچسپی لی۔ میں ان دنوں خصوصیت سے دعا کرتا تھا کہ اے خدا اگر یہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو مجھے قبولیت کی توفیق دے اور عیسائیت کے دام سے بچا ورنہ مجھے عیسائی ہونے کی توفیق دے۔

گھروٹہ سے ایک میل کے فاصلہ پر موضع جنڈی شریف میں مولوی فتح محمد صاحب رہتے تھے جو بڑے باخدا بزرگ تھے۔ ایک دن مَیں ان کی خدمت میں گیا اور مَیں نے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ذکر کرتے ہوئے ان کا خیال دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مرزا صاحب کے خلاف کفر کے فتوے پر دستخط کروانے کے لئے مولوی لوگ میرے پاس بھی آئے تھے مگر مَیں نے دستخط نہیں کئے ان کا دعویٰ خدا کے خاص فضل کا نتیجہ ہے۔ مولوی ناکام رہیں گے اور ذلیل ہونگے کیونکہ وہ خدا کے نیک بندے پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ مَیں نے عرض کی کہ آپ دعا کریں کہ خدا مجھے ان کے قدموں میں پہنچا دے۔ جس پر انہوں نے فرمایا کہ

اگر تمہاری یہی نیت ہے تو انشاء اللہ پہنچ جاؤ گے۔ خدا کی شان اسی سال میرا تبادلہ قادیان میں ہو گیا۔

قادیان میں ڈاک کے انتظام کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں: ان دنوں قادیان میں ڈاکخانہ نہیں تھا۔ پرائمری سکول کا ایک مدرس پنڈت سوم راج مشہور آریہ سماجی برانچ پوسٹ ماسٹر تھا جسے چار روپیہ ماہوار الاؤنس ملتا تھا۔ حضرت صاحب کی ڈاک ان دنوں حافظ غلام محی الدین صاحب لے جایا کرتے تھے۔ تین دن کے بعد مجھے پارسل وغیرہ کی تقسیم کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں جانے کا شرف حاصل ہوا۔ چونکہ میں قادیان میں آنے کے پہلے ہی دن رات کو بذریعہ خواب حضرت صاحب کے دعویٰ کی صداقت کا قائل ہو گیا تھا اس لئے مَیں نے اپنا خواب اور سارا ماجرا سنا کر درخواست کی کہ مجھے بیعت میں لیا جائے۔ بیعت کے وقت میرے ساتھ دو اور آدمی تھے۔ حضرت صاحب نے میری بیعت کو قبول فرمالیا اور میرے ساتھیوں سے کہا کہ آپ چند دن صبر کریں۔ خدا کی قدرت وہ دونوں ہی چند دن کے بعد سخت خلاف ہو گئے۔

اپنی نسبت حضرت صاحب کا خیال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایک دن دوران گفتگو حضرت صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے فرمایا کہ فضل الٰہی ہمارے بہت کام کا آدمی ہے، یہ بہت مفید ثابت ہو گا۔ چنانچہ جب بھی کوئی میرے خلاف شکایت کرتا تو حضور وقعت نہ دیتے اور فرماتے کہ ہم اس کے اخلاص سے بخوبی واقف ہیں۔ خدا کی خاص مہربانی اور فضل ہے کہ مجھ ایسے ناکارہ اور گنہگار کو خدا نے ایسے مخصوص رنگ میں خدمت کی توفیق دی۔ جس کی حضور خاص قدردانی فرماتے رہے اور جس کا علم حضور کے صحابی خصوصاً جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اور جناب مفتی محمد صادق صاحب کو بخوبی ہے۔

چند اور واقعات جو ابھی تک شائع نہیں ہوئے انہیں بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

☆......جب مَیں ڈاک لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں جاتا تو اکثر مہمان اپنی معروضات لکھ کر حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے مجھے دے دیتے، میں پیش کر دیتا۔ حضور مسکرا کر رکھ لیتے۔

☆......جب میں ڈاک لے کر جاتا تو حضور فرماتے کہ فضل الٰہی کوئی تازہ خبر سناؤ۔ میں جو معلوم ہوتی عرض کر دیتا۔

☆......ایک دفعہ حسب معمول ڈاک لے کر گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ کپڑے لٹکانے والی رسی کے ساتھ چڑیاں ربڑ کی لٹک رہی ہیں۔ مَیں نے غور سے دیکھنا شروع کیا۔ حضور نے فرمایا کیا دیکھ رہے ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ حضور سنا ہے کہ پہلے مسیح پھونک مار کر چڑیاں اڑایا کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے اگر خدا اور رسول کی طرف سے ممنوع نہ ہوتا تو ہم بھی ایساد کھانے پر قادر ہیں۔

☆......مولوی کرم دین جہلمی کے مقدمہ کے دوران ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ بھی گورداسپور آئے۔ وہ مولوی سید سرور شاہ صاحب سے باتیں کر رہے تھے کہ مَیں نے جو اس وقت ہندوانی وضع میں تھا، ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مہاشہ جی نمستے۔ آپ قادیان سماج کے ممبر ہیں ناں۔ قادیان سماج مندر میں آپ کو دیکھا تھا۔ (ایک دفعہ مولوی صاحب قادیان میں آریوں کے پاس سماج مندر میں ٹھہرے تھے)۔ مولوی صاحب میری اس حرکت سے پریشان ہو گئے اور شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کا کوئی واقف ہی ہو گا۔

جناب شاہ صاحب نے اس مذاق کا ذکر حضرت صاحبؑ اور خلیفہ اوّلؓ سے کیا۔ حضرت صاحب بہت ہنسے اور فرمایا کہ فضل الٰہی! تمہیں اس قسم کی باتیں ہی سوجھا کرتی ہیں۔

☆......مَیں مرزا نظام الدین صاحب کے دیوان خانہ میں پندرہ برس رہا ہوں۔ کئی دفعہ لوگوں نے شکایت کی کہ یہ مخالفین کے پاس رہتا ہے اور ان سے میل ملاپ رکھتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دھوبی، نائی، چٹھی رساں سب کے سانجھے ہوتے ہیں۔ اگر یہ ہمارے پاس رہے گا تو دوسرے اعتراض کریں گے۔ ہم اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔

☆......مرزا نظام الدین صاحب کو دمہ کی شکایت تھی۔ ایک دفعہ جب انہیں بہت تکلیف تھی تو میری معرفت حضرت صاحب کو کہلا بھیجا کہ مَیں بہت تکلیف میں ہوں۔ میرا علاج کریں۔ حضور نے فرمایا کہ انہیں تسلی دو کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں دمہ کا مریض اتنی جلدی نہیں مرتا۔ وہ کسی اور حکیم یا ڈاکٹر سے علاج کروالیں۔ ہم خرچ ادا کریں گے۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب ان کا علاج کرتے رہے۔

☆......میری ترقی کا حکم صادر ہوا تو مَیں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا کہ حضور! میری ترقی ہو گئی ہے اور مَیں یہاں سے جا رہا ہوں۔ حضور نے فرمایا دیکھو فضل الٰہی! یہاں لوگ ہزاروں روپیہ خرچ کر کے آ رہے ہیں اور تم ترقی کی خاطر یہاں سے جا رہے ہو، یہیں رہو، ہم تمہاری کمی پوری کر دیں گے۔ چنانچہ حضور کے حسب ارشاد مَیں نے جانے سے انکار کر دیا۔ دو روپیہ ماہوار حضور اپنی گرہ سے میرے انکار کے باوجود عطا فرماتے رہے۔ (رجسٹر نمبر ۶، صفحہ ۳۱۱ تا ۳۱۵)

روایت حضرت حافظ نبی بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ساکن فیض اللہ چک، حال قادیان دارالامان

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانہ میں جبکہ میری عمر ۱۴، ۱۵ سال کی تھی میں نے سنا کہ قادیان میں ایک نیک بزرگ ہیں۔ پس ۱۸۷۸ء یا ۱۸۷۹ء میں مَیں بھی آنے جانے لگا۔ مَیں ایک یاد ورات رہا کرتا تھا۔ حضرت صاحب بہت محبت سے پیش آتے اور فرماتے جلدی جلدی آیا کرو۔ گول کمرہ یا مسجد میں ٹھہرایا کرتے تھے۔ روٹی اندر سے لا کر دیتے۔ بعض دفعہ سرسوں کا ساگ روٹی کے اوپر ہی رکھ کر لے آتے۔ مَیں بیت الفکر کے سامنے ایک تخت پوش پر بیٹھ کر کھانا کھایا کرتا۔

بیت الفکر میں ایک تخت پوش ہوتا تھا اس کی پائینتی کی طرف حضور کے سونے کی چارپائی تھی۔ حضورؑ نے جب دریافت فرمایا کہ میاں نبی بخش کہاں سوؤ گے؟ تو میں نے عرض کیا کہ حضور تخت پوش پر سوؤں گا۔ اس سے میرا مطلب یہ ہوتا تھا کہ مَیں دیکھوں کہ حضور کس وقت جاگتے اور کیا کرتے ہیں۔ (حافظ حامد علی صاحب مرحوم بھی وہاں ہوتے تھے)۔ مجھے جس وقت جاگ آتی، مَیں دیکھتا کہ حضرت صاحب اسی تخت پوش کے ایک طرف نماز پڑھ رہے ہوتے لیکن مجھے نہ جگاتے اور نہ ہی یہ فرماتے کہ ایک طرف ہو جاؤ۔ کبھی کبھی ہم لوگ مسجد مبارک کے فرش پر لیٹے رہتے۔ کبھی حافظ نور محمد صاحب ہمراہ ہوتے تو شام وعشاء کے درمیان میرا دل ریوڑیاں کھانے کو چاہتا تو میں حافظ نور محمد صاحب کے متعلق کہہ دیتا کہ حضور ان کا دل ریوڑیاں کھانے کو چاہتا ہے"۔

یہ بھی ایک خاص طریقہ تھا مانگنے کا۔ ہمارے چوہدری انور حسین صاحب مرحوم کو بھی یہی عادت ہوا کرتی تھی۔ جب کبھی ہم اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے تو میری طرف اشارہ کر کے میزبان کو کہتے تھے کہ ان کو یہ میٹھا بہت پسند ہے۔ چنانچہ پھر وہ جو آیا کرتا تھا وہ ان کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا تھا۔ تو بہرحال یہ لوگوں کا حسن طلب کا ایک انداز ہے۔

"حافظ نور محمد صاحب ہمراہ ہوتے تو شام وعشاء کے درمیان میرا دل ریوڑیاں کھانے کو چاہتا تو مَیں حافظ نور محمد صاحب کے متعلق کہہ دیتا کہ حضور ان کا دل ریوڑیاں کھانے کو چاہتا ہے۔ اس پر حضور حافظ حامد علی صاحب سے فرماتے کہ میاں حامد علی جاؤ بازار سے کڑاکے دار ریوڑیاں لاؤ"۔ ریوڑیاں کڑاکے دار ہی اچھی لگتی ہیں، پھپھسی ہوں تو کوئی مزا نہیں دیتیں۔ "پھر دو مٹھی بھر ہمیں دیتے اور خود بھی کھاتے۔ اسی دوران میں جب کبھی میں قہقہہ مار کر خوب ہنستا تو حضور براہ راست تو کچھ نہ فرماتے البتہ کوئی مثالی کہانی سنا کر یہ سمجھا دیتے کہ بہت ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

سیر کے وقت حضور دریافت فرماتے کہ کس طرف کو جانا ہے تو مَیں کہتا کہ رجادہ یا تتلے کی طرف۔ میرا مطلب یہ ہوتا تھا کہ وہاں سے اجازت لے کر گھر چلا جاؤں گا۔ اس پر حضور جھٹ میرا منشاء تاڑ جاتے اور فرما بھی دیتے کہ آپ کا منشاء گھر جانے کا ہو گا۔

جہاں اب محاسب کا دفتر ہے وہاں حضور، حضرت مولوی صاحب و دیگر دوستوں کے انتظار میں ٹھہر جاتے وہاں ایک دفعہ بٹالہ کا ذکر آیا تو فرمایا: "بٹالہ کی مٹی بہت پلید ہے"۔ محمد چٹو کا ذکر ہوا کہ وہ بہت مخالفت کرتا ہے تو فرمایا کہ وہ جلد ہی چاٹا جائے گا۔ چنانچہ وہ بہت جلد ہیضہ یا طاعون سے مر گیا۔

ایک دفعہ باغ میں سیر کے لئے گئے۔ وہاں کوئی پھلدار درخت تھا۔ لوگ اسے اینٹیں مارنے لگے۔ ایک شخص نے حضور کا سونٹا لے کر اوپر مارا وہ درخت پر ہی رہ گیا۔ سونٹا حضرت صاحب کے والد صاحب کا تھا۔ پھر سونٹے کو اینٹیں وغیرہ ماریں لیکن وہ نہ اترا۔ میں نے عرض کیا: حضور سونٹا میں اتارتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کیسے؟ میں اوپر چڑھ گیا اور سونٹا اتار دیا۔ سونٹا لے کر حضور نہایت خوش ہوئے۔ بار بار مسکراتے اور فرماتے: میاں نبی بخش! آپ نے تو کمال کر دیا۔ آپ نے تو میرا والد صاحب کا سونٹا نیا لا کر دیا ہے۔ واپسی پر جو شخص بھی ملتا اس سے فرماتے کہ یہ سونٹا میاں نبی بخش نے مجھے نیا دیا ہے۔ غرضیکہ بہت تعریف فرماتے۔ مسجد میں آن کر بھی اس معمولی سے واقعہ کا کئی بار ذکر فرمایا۔

بیعت لیتے وقت ایک شخص کا ہاتھ ہاتھ میں لیتے۔ اگر باقی تھوڑی تعداد میں ہوتے تو وہ اس شخص کے کندھوں وغیرہ پر ہاتھ رکھتے۔ اگر زیادہ ہوتے تو پگڑیاں پکڑ لیتے۔ بیعت کے کلمات دہراتے وقت نہایت رقت اور آہ وزاری ہوتی۔

جب کبھی مہمان زیادہ ہوتے تو گول کمرہ کے فرش پر کھانا کھاتے۔ حضرت صاحب بھی مہمانوں کے ساتھ کھاتے۔ مَیں نے کئی دفعہ حضرت صاحب کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا ہے۔ حضرت صاحب بوٹیاں اٹھا کر میرے سامنے رکھتے جاتے اور خود بہت کم کھاتے اور ذرہ ذرہ منہ میں ڈالتے رہتے۔ کھانے میں پلاؤ، گوشت، زردہ، دال، سبزی ہر قسم کی چیزیں ہوتی تھیں۔

لباس: کرتہ بٹن والا، سیدھا گریبان، کھلے پائنچوں والا پاجامہ، جوتی دیسی ساخت کی سرخ کھال والی، پگڑی اکثر ٹسری سفید، کلاہ نہیں ہوتا تھا، کوٹ لمبا سادا گرم ہو یا سرد۔

حلیہ مبارک: رنگ گندم گوں سرخی مائل، داڑھی لمبی گھنی، سر کے بال لمبے کانوں تک، قد متوسط، چہرہ پر مسکراہٹ۔

ایک دفعہ عصر کی نماز میں نے بھی پڑھوائی تھی اور حضرت صاحب نے میرے پیچھے نماز ادا فرمائی تھی۔ اکثر میاں جان محمد صاحب، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب و حضرت مولوی نورالدین صاحب کروایا کرتے تھے۔ حضرت صاحب نماز میں ہاتھ سینے پر باندھتے تھے۔ رفع یدین نہ کرتے تھے۔ آمین بھی آہستہ کہتے تھے، کم از کم مَیں نے اونچی کبھی نہیں سنی۔ سنت گھر پر پڑھا کرتے، سوائے اس کے کہ مسجد میں کوئی تقریر کرنی ہو نماز سے پہلے یا بعد۔

مَیں نے جب کبھی باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا تو اکثر خود ننگے سر اٹھ کر کھولا اور اگر کوئی خادم یا خادمہ قریب ہوتی تو اسے فرماتے دروازہ کھول دے، ثواب ہو گا۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

انیسویں صدی کی زبردست یادگار

سوامی شگن چندر اور انکا جلسۂ مذاہب

احوال و آثار

(عاصم جمالی)

ذیل میں جناب عاصم جمالی کا ایک تحقیقی مقالہ پیش ہے جو عنوان مذکورہ بالا سے خدا بخش پبلک لائبریری جرنل پٹنہ نمبر ۱۰۶ (۱۹۹۶ء) میں زیر اہتمام خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ (انڈیا) شائع ہوا۔ ہم مقالہ نگار اور رسالہ مذکور کے شکریہ کے ساتھ اسے ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

پہلے زمانہ میں مختلف مذاہب کے لوگ دوستانہ ماحول میں بات چیت کیا کرتے تھے۔ وہ باتیں اور مسائل جو عام لوگوں کی سوچ سمجھ سے بلند ہوتی تھیں ایسی ہی مجالس اور جلسوں میں حل ہو جایا کرتی تھیں۔ مہاراجہ بکرماجیت کے زمانہ میں نورتن لکھے گئے۔ اسی طرح مہابھارت میں لوگ اپنی زبانوں میں بولتے تھے۔ یہ روایت قدیم سے چلی آرہی تھی۔ انیسویں صدی کے آخر میں امریکہ کے شہر شکاگو میں ایسا ہی ایک جلسہ ہوا جو اگرچہ نہایت ہی امن اور شائستگی کے ساتھ ہوا مگر اس کے انتظام میں بھی پولیس انسپکٹروں کا شور و شغب شامل تھا اور جلسہ کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ مگر جو جلسہ ۲۶ دسمبر ۱۸۹۶ء تا ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء اسلامیہ ہائی سکول اندرون شیرانوالہ دروازہ میں منعقد ہوا نہ صرف اپنی عددی تعداد (یعنی آٹھ ہزار سامعین پر مشتمل تھا) میں شکاگو کے جلسہ پر فوقیت رکھتا تھا بلکہ علاوہ اور پہلوؤں کے یہ جلسہ قرآن مجید، وید، گرنتھ اور توریت کے کامل عالموں پر مشتمل تھا اور ان حالات میں ایسا جلسہ صرف ہندوستان کی سر زمین میں ہی ہو سکتا تھا جہاں اس وقت دنیا کے کُل مذاہب موجود تھے۔ اس لحاظ سے اگر اسے انیسویں صدی کی زبردست مذہبی یادگار کے نام سے موسوم کیا جائے تو یہ اس کے شایان شان ہے۔

اس جلسہ کے بانی سوامی شگن چندر صاحب تھے، جو ہندوؤں کی کائستھ ذات سے تھے۔

یہ قدرت کی عجب ستم ظریفی ہے یا کوئی ماوراء العقل راز کہ باوجود وہ شخص ایک بہت بڑے جلسے کا محرک بنا اور بہت سارے لوگوں سے وابستہ بھی رہا مگر اس کے ذاتی حالات مناسب تفاصیل کے ساتھ شاید کہیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ چند یادداشتوں میں معمولی اشارات ملتے ہیں جو کسی صورت میں مکمل کے ذیل میں نہیں لکھے جاسکتے۔

سوامی شگن چندر کا وطن اور تاریخ پیدائش کہیں بھی موجود نہیں پائی گئی۔ البتہ جلسہ مذاہب کی اختتامی تقاریر میں سے ان کی بھی ایک تقریر تھی، جس میں آپ نے بتایا کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے فقیر ہو گئے اور گجرات کے علاقہ کنجاہ کے مقام پر ایک مہاتما تھے ان سے آپ کا تعلق ہو گیا تھا۔ اب اس بیان سے یہ خبر مفقود ہے کہ آیا گجرات ہی ان کا وطن تھا یا کوئی اور جگہ!!؟ اور وہ علاقہ کنجاہ کے مہاتما کون تھے اور ان کا نام و مسلک کیا تھا؟ بہر کیف اگر آپ کا وطن اس نسبت سے گجرات (پاکستان) کنجاہ کو بھی تسلیم کر لیا جائے تو بظاہر اس میں کوئی قباحت محسوس نہیں ہوتی۔ سوامی صاحب کے حالات سے اگر کوئی شخص پوری شرح و بسط سے پردہ اٹھا سکتا تھا تو وہ جناب سابق ہریش چندر صاحب تھے ☆ جو مذکورہ جلسہ میں قادیان سے جاکر شامل ہوئے تھے۔ وہ بھی اپنے ایک مضمون مطبوعہ ۲۰ جولائی ۱۹۴۶ء میں لکھتے ہیں کہ "جلسہ کی تمام تر کارروائی کے دوران میں اور پھر رپورٹ کی اشاعت تک تو سوامی جی ملتے ملاتے اور آتے جاتے رہتے پھر نہ معلوم وہ کیا ہوئے اور کہاں چلے گئے۔ گویا خدائی قدرت کا ہاتھ انہیں اس خدمت کی غرض سے قادیان لایا تھا اور پھر پہلے کی طرح غائب کر دیا"۔

بہر حال سوامی شگن چندر کے ایک ہم نشیں اور صحبت یافتہ حضرت منشی جلال الدین صاحب جو جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کے جلسہ میں پڑھے گئے مضمون کے کاپی نویس بھی تھے کا بیان ہے کہ سوامی شگن چندر رسالہ فوجی میں ہیڈ کلرک تھے کہ ان کے عیال و اطفال فوت ہو گئے اس لئے نوکری چھوڑ کر فقیر بن گئے۔ اس بیان سے اس امر کا تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک پڑھے لکھے آدمی تھے جو کہ رسالہ فوجی میں ہیڈ کلرک تھے مگر یہ پتہ نہیں چلتا کہ ان کے بیوی یا بچوں پر کیا وبا یا آفت وارد ہوئی کہ وہ فوت ہو گئے۔ نیز یہ کہ وہ رسالہ فوجی کہاں تھا۔ لیکن ایک رستہ کھلا ہے کہ حضرت منشی جلال الدین صاحب کے حالات سے رسالہ فوجی کا تعین کیا جاسکتا ہے مگر باقی امور پھر بھی پردۂ راز میں رہیں گے۔

سوامی صاحب کے حالات مشمولہ جلسۂ مذاہب رپورٹ میں اس بیان کی جزوی تائید کی جھلک پائی جاتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ "لڑکپن سے میری زندگی عجیب ہو رہی ہے۔ چھوٹی عمر سے ہی مجھے مذہب کا خیال تھا۔ مجھے ملازمت بھی ایسی مل گئی جس میں اکثر مجھے دورہ پر رہنا پڑتا تھا اور اس طرح میں اکثر مذاہب کے لوگوں سے ملتا رہتا تھا۔ میرا تمام تجربہ یہی ہے اور میں نے بھی سمجھا کہ اگر ہمارے ملک کو کسی کی ضرورت ہے تو باعمل لوگوں کی ضرورت ہے۔ یہ بات جب مجھے سمجھ میں آگئی تو میں کچھ عرصہ کے لئے فقیر ہو گیا۔ گجرات کے علاقے میں کنجاہ مقام پر ایک مہاتما تھے اور میرا ان سے تعلق ہو گیا۔ میں جہاں کہیں بھی ہوں وہ مجھے خواب کے ذریعہ سے ہدایت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے ایسے ہی حکم سے میں تین چار سال تک کائستھ سوشل ریفارم میں لگا رہا"۔

مزید لکھتے ہیں کہ "انسان کو تمام قسم کے فرائض ادا کرنے چاہئیں ہیں۔ میں اپنے بزرگوں کی زیادہ خدمت نہیں کر سکا"۔ اس سے عیاں ہے کہ آپ اپنے گیان دھیان میں لگے رہے اور اپنے بزرگوں، والدین وغیرہ کی خدمت نہ کر سکے۔ اور فقیر ہونے سے دونوں مطلب لئے جاسکتے ہیں کہ وہ مسلمان فقیر ہو گئے یا ہندو فقیر بن گئے۔ یہ امر تو مہاتما کے نام کے معلوم ہونے سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ بہر کیف گمان غالب یہی ہے کہ آپ ہندو فقیر بن گئے۔

سوامی شگن چندر صاحب کو اچانک ۱۸۹۲ء میں خیال ہوا کہ جب تک سارے لوگ اکٹھے نہ ہوں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے آپ نے ۱۸۹۵ء میں اجمیر میں ایک دھرم مہوتسو (جلسۂ مذاہب) کیا۔ پھر لاہور میں آکر انہی نقوش پر کام شروع کیا اور ۱۸۹۶ء کو جلسۂ مذاہب بمقام لاہور منعقد کیا۔

مذکورہ جلسہ کے متعلق سوامی شگن چندر نے لکھا ہے کہ "مجھے مینجنگ کمیٹی کے بعض ممبروں کا خاص شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ جنہوں نے مجھے ہر طرح مدد دی۔"

اس بیان کی تصدیق سابق ہریش چندر صاحب کے مضمون سے بھی ہوتی ہے۔ موصوف رقمطراز ہیں کہ:

"کبھی وہ (یعنی سوامی شگن چندر) خود بطریق احتیاط قادیان آتے تو کبھی پیامبروں کے ذریعہ ان کی ضروریات کا انتظام کیا جاتا رہا اور اس طرح ہوتے ہوتے مطلوبہ کانفرنس کے قیام کی جھلک نظر آنے لگی۔ حضور پر نور (جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی راہنمائی میں ایک ڈھانچہ تیار کیا گیا اور کام کرنے والے آدمیوں اور اخراجات کے کثیر حصہ کا انتظام حضرت اقدس (جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی طرف سے دیکھ کر اس ڈھانچہ میں زندگی کے آثار بھی نمودار ہو گئے اور اس طرح سوامی شگن چندر صاحب نے گویا حضور (جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی اس دینی خواہش کو پورا کرنے میں ایک غیبی فرشتہ کا کام کیا۔"

سوامی چندر شگن اپنی وضع قطع میں جیسے دکھائی دیتے تھے۔ اس کا نقشہ موصوف کی تقریر سے قبل خدا بخش صاحب جج نے بہ الفاظ ذیل کرایا جو رپورٹ جلسہ مذاہب میں درج ہے۔

"صاحبان اب آپ کے سامنے ایک مورتی پیش کی جاتی ہے جو اپنی شکل قطع لباس (مراد سادھوانہ) کے باعث ایک کامل مورتی ہیں۔ میری مراد اس سے سادھو سوامی شگن چندر جی ہیں جو اس جلسہ کے اصل محرک اور بانی ہیں۔ امید ہے آپ ان کی باتیں سن کر خوش ہوں گے۔"

شاید یہی وجہ تھی کہ صدارت اور تقریروں کو حسب شرائط کمیٹی اندازہ کرنے کے لئے ان چھ بزرگوں نے بطور ماڈریٹر ہونا قبول کر لیا۔

۱۔ رائے بہادر بابو پرتول چندر صاحب جج چیف کورٹ پنجاب۔

۲۔ خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج حال کاز کورٹ لاہور۔

۳۔ رائے بہادر پنڈت رادھا کشن صاحب سول پلیڈر چیف کورٹ سابق گورنر جموں۔

۴۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب طبیب شاہی۔

۵۔ رائے بھوانی داس صاحب ایم۔اے اکسٹرا اسٹنٹ آفیسر جہلم۔

۶۔ جناب سردار جواہر سنگھ صاحب سکریٹری خالصہ کمیٹی لاہور۔

اس جلسہ (دھرم مہوتسو) کے سکریٹری دھنپت رائے بی۔اے۔ ایل۔ایل۔بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب تھے جنہوں نے اگزیکٹو کمیٹی دھرم مہوتسو کی اجازت خاص سے ۱۸۹۷ء میں مطبع صدیقی لاہور سے ۱۴۲۵ کی تعداد میں خواجہ غلام محی الدین صاحب تاجر پشمینہ لاہور کی فرمائش پر "رپورٹ جلسہ مذاہب" (دھرم مہوتسو) شائع کی۔ اگرچہ شروع ہی سے سوامی شگن چندر صاحب کے اشتہار "واجب الاظہار" مورخہ ۔۔۔۔ میں اس امر کا اظہار موجود تھا کہ "یہ سب تقریریں ایک مجموعہ میں چھپ کر پبلک کے فائدے کیلئے اردو، انگریزی میں شائع کر دی جائیں۔" مگر معلوم ہوتا ہے کہ تاجر مذکور نے سوامی جی کے جذبہ سے متاثر ہو کر اس کی اشاعت میں کوئی خاص مدد دی ہوگی جن کے باعث تاجر صاحب کا نام بطور فرمائش خاص رپورٹ جلسہ مذاہب کے ٹائٹل پیج پر مذکور ہے۔ کتاب / رپورٹ کا اردو ایڈیشن (بار اول) تو ہمارے پیش نظر ہے مگر سوامی جی کے اعلان کے برخلاف رپورٹ کا انگریزی ایڈیشن آج تک ہماری نظروں سے نہیں گزرا۔ البتہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی کی تقریر جو آپ کی نمائندگی میں پڑھی گئی کے کئی ایڈیشن نہ صرف انگریزی بلکہ دنیا کی کم و بیش پچیس زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں ☆۔

سابق ہریش چندر جی اپنے مذکورہ بالا مضمون میں بیان کرتے ہیں کہ رپورٹ جلسۂ اعظم مذاہب شائع ہوئی۔ اور منتظمہ کمیٹی جس کے اراکین ہر مذہب و ملت کے ممبر اور اپنے طبقہ کے ذمہ دار لوگ تھے کی طرف سے اس کے خرچ و صرف سے شائع ہوئی"۔ یہ درست معلوم ہوتا ہے کہ خرچ و صرف کا معتدبہ حصہ اراکین کمیٹی کا ہوگا مگر رپورٹ

☆ ہریش چندر ولد مہتہ گودانہ تامل موہن (پیدائش یکم/ جنوری ۱۸۷۹ء) بمقام کنجروڑ دتاں تحصیل شکر گڑھ اور وفات ۵/جنوری ۱۹۶۱ء بحالت سفر ریل خانیوال مدفون قادیان (انڈیا)۔ آپ کا اسلامی نام حضرت بھائی عبدالرحمن قادیانی تھا۔

☆ (اس وقت تک اس کے ۵۰ زبانوں میں تراجم شائع ہوچکے ہیں)

کی ابتدا اور آخر میں دیئے گئے اشتہارات اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ اس اشاعت میں حصہ لینے والوں میں چند اشاعتی مراکز اور اخبارات و رسائل کا بھی حصہ تھا کیونکہ ان کے اشتہارات بھی اس رپورٹ کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ ان مختلف النوع اشتہارات ہی سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ جلسہ ہر مذہب وملت میں کس قدر مقبول ہو چکا تھا اور اس کے مضامین سے تحریری اطلاع پانے کی کس قدر بے قراری تھی۔ ترتیب وار اشتہارات کی تفصیل یوں ہے:-

سناتن دھرم گزٹ (سناتن ہندو دھرم کا ماہوار رسالہ)، اخبار پنجاب سماچار لاہور (جو ہندوؤں ہی کا لاہور ہی سے نکلنے والا ہفتہ وار اخبار تھا)۔ کمال الدین بی۔اے، پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کی طرف سے ایک مبارک تجویز متعلقہ طبع ثانی براہین احمدیہ و دیگر کتب جس میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو حجتہ اللہ المسیح الموعود و المہدی المسعود لکھا ہے۔ ویسٹرن سوپ کمپنی کشمیری بازار لاہور کی طرف سے پاک وصاف صابون۔ تحفہ لاہور کا اشتہار ہے، فقیر محمد صاحب جو سراج الاخبار جہلم شہر کی طرف سے ایک کتاب زُبدة الاقاویل فی ترجیح القرآن علی الا ناجیل کا اشتہار ہے۔ اسی طرح غلام محی الدین اینڈ کمپنی سودگران و ٹھیکیداران فوجی لدھیانہ کی طرف سے ایک لمبا چوڑا اشتہار ان کی مصنوعات مع قیمت مصنوعات درج ہے اور اشتہار کے آخر میں درج ہے کہ غلام محی الدین میونسپل کمشنر لدھیانہ لیٹ ۱۸ر بنگال مطبع رضوی دہلی کی طرف سے ان کتابوں کے بارے میں اشتہار ہے۔ نصائح العارفین ترجمہ معراج المومنین' حضرت امام اعظم کے بارے میں کتاب حیات اعظم' مجموعہ رسائل متبرکہ رحمانی فوائد اسماء ربانی تکملہ سیر الاولیاء، سیر العارفین۔ محمد غوث گوالیاری کی کتاب بحر الحیات۔ حضرت نظام الدین اولیاء کی احسن الشواہد۔ حضرت اویس قرنی کی بابت لطائف نفیسیہ در فضائل اویسیہ ہے۔ اس کے بعد ہفتہ وار اخبار صدائے ہند لاہور کا اشتہار ہے جو دین محمد مالک اخبار صدائے ہند کی طرف سے ہے۔ کشن چند کمپنی دروازہ شاہ مائی وچھووال لاہور کی طرف سے اخبار ہمدرد ہند، لاہور کا اشتہار ہے۔ پھر خالصہ بہادر لاہور کی کتابوں، آخری پیشوا، ظفر نامہ، تواری گورو خالصہ کا اشتہار منیجر خالصہ بہادر انار کلی لاہور کی طرف سے ہے۔ فیروز الدین مالک اخبار شیر ہند مہتمم تجارتی ایجنسی لاہور کی طرف سے اپنے تجارتی مال کا اشتہار ہے۔ بعدہ فہرست کتب مصنفہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب درج ہے جو قادیان سے دستیاب ہو سکتی ہیں، مثلاً کتب متعلقہ عیسائیت نور القرآن، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، تحفہ قیصرہ، انوار الاسلام، ضیاء الحق، نور الحق، جنگ مقدس، آریہ مذاہب کے متعلق سرمہ چشم آریہ دھرم، شیعہ مذہب کے متعلق سر الخلافہ، حجتہ اللہ اور اپنے (یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے) دعویٰ کے متعلق ازالہ اوہام، فتح الاسلام، توضیح المرام، حمامتہ البشریٰ، نور الحق، تحفہ بغداد، رسائل اربعہ، نشان لیکھرام کے متعلق، سراج منیر، استفتاء اسلام، براہین احمدیہ، کرامات الصادقین، تفسیر سورة فاتحہ، برہان دین، کمالات اسلام، ملکہ معظمہ کی خدمت میں تحفہ قیصرہ۔ اس ڈیڑھ کالمی اشتہار کے بعد سید محمد عبد القادر مالک و ایڈیٹر اخبار مخبر دکن مدراس کا اشتہار ہے۔ پھر اخبار چودھویں صدی راولپنڈی کا اشتہار منشی سراج الدین احمد ایڈیٹر اخبار ہذا کی طرف سے ہے۔ آخر میں مطبع صدیقی محلّہ سارھیوان لاہور کے منیجر محمد وحید کی طرف سے مکتبہ مذکور کا اشتہار ہے۔ آخری صفحہ پر غلام محی الدین تاجر پشمینہ محلّہ چہل بیبیاں لاہور کا اشتہار ہے جو رپورٹ جلسہ مذاہب کے بارے میں ہے۔ یہ رپورٹ ۲۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی اشاعت میں بالخصوص دلچسپی اخبارات و رسائل کی ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان اخبارات میں بھی جلسہ مذاہب کے بارے میں تبصرہ جات مندرج ہوں گے۔ جو تا ایں دم اشاعت عامہ کے محتاج ہیں۔

سوامی شگن چندر نے اپنی مختصر تقریر میں اپنے مذہب کے بارے میں بھی پردہ اٹھایا ہے:

"میرا کوئی مذہب نہیں سوا اس کے جو میرے ماں باپ کا تھا۔"

اس سے ظاہر ہے کہ سوامی جی کی تربیت میں موصوف کے ماں باپ کا زبردست اثر موجود ہے جو شگن چندر میں جلسہ اعظم کے وقت میں موجود تھا۔ مگر سوامی جی کے والدین کے نام ابھی تک معلوم نہیں ہو سکے۔ سوامی جی اپنے مذہب کی مزید تفاصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

"سادھارن میرا مذہب یعنی آسان مذہب۔ یہ وہی مذہب ہے جو سب سے پہلے ہندوستان میں تھا جبکہ ہندوستان تمام دنیا میں فضیلت رکھتا تھا۔"

سوامی جی نے سادھارن مذہب کی فضیلت کی وجوہ بیان نہیں کی ہیں۔ تاہم اسلام بھی ایک آسان مذہب کی تعلیم دیتا ہے جس سے اس خیال کو تقویت پہنچتی ہے کہ تمام مذاہب خدائے واحد و یگانہ کی طرف سے تھے۔ بعد میں لوگوں نے ان میں اپنے نفوس کی تلونیاں شامل کر کے مصفی چشمہ گدلا کر دیا۔ اس وجہ سے خالق کائنات نے ہر زمانہ میں اپنی مخلوق کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنے ہادی بھیجے اور ہندوستان بھی اس سنت مستمرہ سے استثناء کا پہلو نہیں رکھتا۔ سوامی جی نے اپنے وطن کے بارے میں مزید بتایا کہ :

"اس مذہب کی رو سے انسان کا مذہب پیدا ہونے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور مرنے کے بعد اس کی تمام چیزیں یہاں رہ جاتی ہیں۔ مگر سادھارن دھرم ساتھ رہ جاتا ہے۔ سادھارن مذہب کیا سکھلاتا ہے۔ اول ورزش جسمانی اس زمانہ میں ہر ایک آدمی ورزش کرتا تھا۔"

اس کی تفصیل سوامی جی نے اپنی کتاب میں بھی لکھی جو جلسۂ مذاہب کے موقعہ پر دستیاب تھی۔ مگر آج وہ شاید کہیں بھی نہ مل سکے۔ البتہ اہل علم کے ذاتی کتب خانوں میں کہیں محفوظ ہو تو ہو مگر اس کا تذکرہ سوامی جی کے نام کے ساتھ کہیں سننے میں نہیں آیا ہے۔ سوامی جی آگے فرماتے ہیں :

"دوسرا امر ہے اخلاقی صحت (برہم چرج) یعنی ودھیا پڑھنا، انسانی قوت کو ضائع نہ کرنا اور مادری زبان میں علم حاصل کرنا۔ امر تیسرا روح اور روحانی زندگی کے حاصل کرنے کے طریق مثلاً گوشہ نشین ودیا دانوں کی صحبت، خدا کے آگے تعریف اور دعا، ان سب کے بعد میں فکر معاش کرنا۔ اس دھرم کی رو سے مخالفوں کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ جو تکلیف کوئی دیوے اس سے زیادہ تکلیف اس کو نہ دی جاوے۔ ایسا ہی اس دھرم کی تعلیم ہے کہ شادی سے لذات جسمانی کی مراد نہ ہو بلکہ عمدہ اولاد کا پیدا کرنا۔ اگر یہ کام نہ ہو سکیں تو اپت دھرم یعنی تکلیف کا مذہب ہے۔ اور ایک سماجک دھرم یہی ہوتا ہے یعنی ہر طرح کے لوگ جمع ہوں تو ملک کی بہبودیوں میں غور کریں۔ الغرض اس دنیا میں رہ کر اس دنیا کو چھوڑنا، عقل کو کچھ شئ نہ سمجھنا، گناہ کو چھوڑنا، یہ وہ امور ہیں کہ سادھارن دھرم نے انسان کو تعلیم کئے ہیں۔"

سوامی شگن چندر کے خیالات سے اتفاق و اختلاف ممکن ہے مگر ایک حقیقت یہ ہے کہ وہ امن پسند انسان تھے جو صداقت کے جویا تھے۔ جیسا کہ انہوں نے جلسۂ مذاہب کے اپنے پہلے اشتہار میں لکھا تھا کہ :

"ان سب بزرگوں کے مجمع میں ہر ایک تقریر کا دوسرے کی تقریر کے ساتھ موازنہ کریں اور جہاں حق کی چمک پاویں اس کو قبول کر لیں۔"

مگر سوامی جی نے اپنے ان خیالات کے خلاف کسی تقریر کے حسن و قبح پر تبصرہ نہیں کیا۔ اگر کوئی تبصرے کے رنگ میں بات ان سے منسوب کی جاسکتی ہے تو یہ ان کا بے ضرر سا اور محتاط رنگ میں بیان ہے۔

"مجھے پہلے سے ہی یقین تھا کہ کوئی مذہب خوبیوں سے خالی نہیں۔ لیکن مذہب میں بظاہر کوئی کمی یا خرابی نظر آتی ہے تو اس لیے کہ ہر ایک مذہب والے اپنے مذہب کی خوبیوں پر عمل نہیں کرتے۔ چنانچہ اس مقام پر ہر ایک نے اپنے مذہب کی عمدگیاں ظاہر کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔"

سوامی جی نے جو فائدہ حاصل کیا اس سے پردہ نہیں اٹھاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی پر کسی سمت سے بالخصوص ان کے ہم مذہبوں کی بابت سے کوئی دباؤ تھا جس کے باعث وہ کھل کر کچھ نہ کہہ سکے۔ اور کچھ کہا بھی تو اپنے ماں باپ کے خیالات کو ہی درست بیان کیا اور جملہ تقریروں پر اپنی رائے کو دم درگلو گرہ گن ہی سے کہا۔ مبادا کوئی مزید پیمانہ ٹوٹ پڑے جس کے باعث ان کی یہ کایا کلپ ہو گئی تھی۔ یہ گمان کرنا شاید موصوف سے زیادتی کا باعث ہی گردانا جائے گا۔ مگر اپنی جگہ یہ بھی ایک حقیقت ہے اور نہ ہی اپنی طرف سے ایزاد بلکہ رپورٹ جلسۂ مذاہب مرتبہ دھنپت رائے کمیٹی کو تقریروں سے اندازہ کرنا تھا جو کہ شاید عمداً پس پشت ڈال دیا گیا اور صرف تقریروں کا شائع کرنا ہی کافی سمجھا گیا۔ اس کے باوصف سوامی جی کے سینے پر ایک بھاری پتھر رکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا نقشہ سائق ہریش چندر نے سوامی شگن چندر کے بارے میں کھینچا ہے وہ کسی کھلے اظہار کا متقاضی تھا مثلاً یہی کہ :

"۱۸۹۶ء کے نصف دوم کا زمانہ تھا کہ اچانک ایک اجنبی انسان سادھو منشی بھگوے کپڑوں میں ملبوس شوگن چندر نامی وارد دار لامان (قادیان) ہوا۔ اور جلدی ہی ہماری مجالس کا ایک بے تکلف رکن نظر آنے لگا۔ ایک دن سیدنا حکیم الامت مولانا نور الدین صاحب ...... کی مجلس میں شریک ہوا تو دوسرے ہی روز سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود...... کے دربار میں شام اور صبح کو سیر میں شامل ہو کر حضور کی خاص توجہات کا مورد بن گیا کیونکہ وہ شخص اپنے آپ کو حق کا متلاشی اور صداقت کا طالب ظاہر کرتا ہوا اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لئے آسمانی پانی کی تلاش میں دُور نزدیک قریہ بہ قریہ بلکہ کو بکو سرگرداں پھرتا ہوا قادیان کی مقدس بستی میں اپنے مدعا و مقصود کے حصول کی امید لے کر آیا اور کچھ لے کر ہی لوٹنے کی نیت سے پہنچا تھا اور اس کی نیک نیتی کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ باوجود غیر ہونے کے بہت جلدی اپنا لیا گیا۔ وہ صرف سادھو تھا جو بھگوے کپڑوں میں اپنا فقر و حاجات چھپائے تھا اور نہ کوئی ایسا سوال جس کو دام و درہم کی ضرورت اور روپے پیسے کی لالچ قادیان میں تقسیم ہوتے خزائن کی خبر یہاں کھینچ لائی ہو۔ بلکہ وہ واقع میں متلاشی حق اور طالب صداقت تھا۔ ورنہ خدا کے برگزیدہ مسیح الزماں جس کی فراست کامل جوہر شناس تھی اور جو خدا کے عطا کردہ نور سے دیکھا کرتا تھا۔ یوں اس کی طرف ملتفت نہ ہو جاتا۔"

جناب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی میں ایک خاص استغناء تھا۔ جب سائق ہریش چندر کے والد صاحب ان کو قادیان سے لے جانے پر مصر تھے اور مولانا نور الدین صاحب نے کچھ کہنا چاہا تو فرمایا۔ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک سرخ تھا اور آواز میں ایک جلال' شوکت اور رعب تھا :

"نہیں مولوی صاحب ہمیں نام کے مسلمانوں کی ضرورت نہیں۔ اگر آجائے گا تو ہمارا ورنہ کوڑا کرکٹ جمع کرنے سے کیا حاصل ؟"

اور یہی حال غالباً سوامی چندر کے بارے میں مستنبط ہے۔ اگرچہ وہ جیسا کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے اظہار حق سے رکے رہے مگر بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب بن گئے۔ ابتداءً سوامی جی بقول سائق ہریش چندر جناب غلام احمد قادیانی کی صحبت فیض بخش سے ایسا گرویدہ ہوا کہ وہ قادیان رک جانے پر آمادہ ہو گیا مگر خدائے تعالیٰ کو اس کے ذریعہ سے ایک عظیم الشان کام لینا تھا۔ جو جناب مرزا صاحب کی ایک دیرینہ خواہش تھی اور اس کی تکمیل کا باعث سوامی جی بن گئے۔

اوپر کہیں مضمون زیر نظر میں سوامی شگن چندر کے دورانِ جلسہ اور بعد میں رپورٹ جلسہ مذاہب کی اشاعت تک ملتے ملاتے رہنے کا ذکر آیا ہے اور بعد میں غائب ہو جانے کا بھی۔ تاہم سوامی شگن چندر جی کی وفات بعمر ۶۷ سال ۱۷ر اگست ۱۹۱۵ء کو دہلی میں ہوئی۔ اس لحاظ سے سوامی جی کا سال پیدائش ۱۸۴۸ء بنتا ہے اور اگر سوامی شگن چندر کے حالات پر میسر شدہ مآخذ پر اعتبار کر لیا جائے تو موصوف گجرات کے علاقہ کنجاہ سے تعلق رکھنے

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

یادرکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بیقراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لئے بھی ایسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت سے متعلق ذاتی تجارب و مشاہدات پر مشتمل صحابہ کرامؓ کی بیان فرمودہ ایمان افروز روایات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-
فرمودہ ۲۹ ؍ستمبر ۲۰۰۰ء ۲۹؍تبوک ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا الضالين-
﴿هُوَالْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ .فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾-
(سورۃ المومن:٦٦)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے ابھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقبول دعاؤں کا ذکر چل رہا ہے اور کوشش یہ کی گئی ہے کہ رجسٹر صحابہ سے یہ روایات لی جائیں اور ان کے سادہ الفاظ ہی میں ان کو بیان کیا جائے۔ جو مؤرخ کے لکھنے کی ملمع سازی ہے وہ اس میں نہ ہو، سادہ دل سے آواز اٹھے اور دلوں میں جاکے اتر جائے۔

تو اس پہلو سے سب سے پہلے مَیں حضرت میاں اللہ دتا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتا ہوں۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور عرض کیا کہ یہ بیچارے ناخواندہ ہیں ان کے لئے دعا فرمائی جائے۔ فرمایا: ''لوگ ان کا مقابلہ کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے مخالفوں کا گلا گھونٹ دے گا اور زبان بھی بند ہو جائے گی''۔ اب یہ کیسا عظیم الشان جواب ہے جس کا تصور بھی نہیں آسکتا تھا کہ اس کے بعد کیا ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مخالفوں کا گلا گھونٹ دے گا اور زبان بھی بند ہو جائے گی اور پھر جب قادیان شریف سے حضرت اقدس علیہ السلام سے رخصت ہو کر واپس ہوئے تو ضلع مظفر گڑھ میں موضع اوترا سندیلہ رات ٹھہرے۔ تو صبح کو مولوی عبدالقیوم جو اہلِ حدیث تھے نے ہمارے ساتھ مباحثہ شروع کر دیا اور دوران گفتگو زبان بند ہو گئی اور گلا بھی گھونٹا گیا اور پھر حافظ مذکور کو ذیلدار علاقہ نے باہر نکال دیا۔ (روایت حضرت میاں اللہ دتا صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۱۹۳)

حضرت چوہدری غلام حسین صاحب بھٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا رقبہ ناقص تھا اور پانی نہیں چڑھتا تھا۔ مَیں نے حضور کی خدمت میں خط لکھا کہ حضور دعا فرمائیں کہ مجھے اچھا رقبہ ملے۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ استغفار کریں اللہ تعالیٰ آپ کو بہت اچھا رقبہ دے گا۔ آپ کی دعا سے مجھے جو رقبہ دو سال کے بعد ملا وہ تمام شاخ میں اول درجہ کا ہے جو آج کل میرے قبضہ میں ہے۔ (روایت حضرت غلام حسین صاحب بھٹیؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۲۲)

حضرت میاں غلام محمد صاحب ارائیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میرے بہنوئی کو میری اس لڑکی کی شادی کا علم ہوا تو انہوں نے مجھ پر چھ سو روپے کا دعویٰ کر دیا اور مجھے سمن آئے کہ کیوں تم نے لڑکی ان سے چھین کر دوسری جگہ شادی کی ہے اس لئے چھ سو روپے کا ہرجانہ ادا کرو۔ یاد رہے کہ اس زمانہ میں چھ سو روپے بہت بڑی دولت سمجھی جاتی تھی۔ یا جواب دعویٰ دو۔ سمن وصول کرنے کے بعد مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر حالات بیان کر کے کہا کہ حضور میرے لئے دعا کریں۔ تو حضور نے کہا کہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں آپ جائیں، ہم دعا کریں گے اور تمہارا مقدمہ آگے لکھا ہوا ہے ''ڈِس مِس'' مراد ڈِس مِس ہے۔ آپ کا مقدمہ ڈِس مِس یعنی خارج ہو جائے گا۔ تو مَیں بٹالہ گیا اور جواب دعویٰ لکھوایا اور وکیل بھی کیا جب جج نے جواب دعویٰ پڑھا اور وکیل ابھی حاضر بھی نہ ہوا تھا کہ جج نے مقدمہ خارج کر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمودہ پورا ہوتا دیکھ کر ازدیادِ ایمان کا موجب ہوا۔ اس مقدمہ کے خارج ہونے کے بعد مَیں گھر آگیا''۔

(روایت حضرت میاں غلام محمد صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۸۴، ۸۵)

روایت حضرت خانزادہ امیر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ''دو آدمی مجھ سے پہلے حضرت صاحب نے بلائے تھے۔ مجھے حضرت صاحب نے اپنے ساتھ چارپائی پر پائنتی کی طرف بٹھالیا۔ میں چپکا بیٹھا رہا۔ حضرت صاحب اور ان دو احمدیوں کی آپس میں باتیں ہو رہی تھیں۔ وہ احمدی کہتا کسی غیر احمدی کی بابت کہ حضور وہ منافق ہے۔ حضرت صاحب فرمانے لگے نہیں نہیں تم اس کے لئے کم از کم چالیس رات دعائیں کرو اور صدقہ کرو۔ اللہ تعالیٰ وہ (غیر حاضر شخص) ہمیں دے دے گا۔ ناامید مت ہو وہ ہر دو احمدی میں نہ جانتا تھا کہ کون اور کہاں کے ہیں۔

اس کے بعد حضرت صاحب مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے آپ کو کچھ کہنا ہے۔ میں نے ان احمدیوں سے شرم کے مارے حضرت صاحب کے کان کے نزدیک ہو کر عرض کیا کہ حضور مَیں اپنی بیوی سے تنگ آیا ہوا ہوں، ناراض ہوں۔ وہ غیر احمدی تھی اور ضد کرتی تھی کہ غیر احمدی ہی رہوں گی۔ آپ نے فرمایا خفا نہ ہو اللہ تعالیٰ اصلاح کرے گا۔ پھر ہم تینوں کو حضرت صاحب نے ان احمدیوں کے کہنے پر اس کھڑکی مسجد مبارک کے راستہ سے رخصت کر دیا۔ چنانچہ میں رخصت ہو کر گھر پہنچا۔ مجھے یاد نہیں کہ اس سال یا دوسرے سال میری بیوی نے شرح صدر سے بذریعہ خط بیعت کی۔ الحمد للہ جو اب تہجد گزار ہے اور ہم خوب محبت سے آپس میں خدا کی یاد میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

(روایت حضرت خان زادہ امیر اللہ خان صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۷۵، ۷۶)

انہی خانزادہ حضرت امیر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ ہمارے چچیرے بھائی کی لڑائی شروع ہوئی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ یا ہم لڑائی میں زخمی اور مریں گے یا ہمارا چچیرا بھائی۔ غرض مَیں نے حضرت صاحب کو مفصل خط لکھ کر دعا کے لئے عرض کی۔ حضرت صاحب نے دعا کی اور مجھے لکھا کہ دعا کی گئی ہے تم بھی دعا کرو۔ کلمہ تمجید، درود و استغفار بہت بہت روزمرہ پڑھا کرو۔ چنانچہ خط کے واپسی جواب پر قدرت خداوند عین دوران مقدمہ فوجداری میں ہفتہ عشرہ کے اندر اندر ہمارا چچیرا بھائی راہِ ملک عدم ہوا اور ہمیں آرام ملا۔ الحمد للہ۔

(روایت حضرت خان زادہ امیر اللہ خان صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۷۷)

یہ پٹھانوں میں روایتاً بعض دفعہ بھائیوں بھائیوں میں شریکے میں بہت دشمنی پائی جاتی ہے۔ ایک ایسا ہی واقعہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اب ان کا نام یاد نہیں مگر دو بھائی تھے جن میں بہت زیادہ دشمنی تھی کہ ایک دوسرے کا چین حرام کر رکھا تھا۔ آخر ان میں سے ایک بھائی جب مرا تو اس نے مرتے دم یہ کہا کہ اے میرے بھائی میں تجھے جو تو نے مجھ پر زیادتیاں کی ہیں سب معاف کرتا ہوں۔ اب ان کا ردِعمل دیکھیں۔ وہ چوہدری صاحب سے پوچھنے لگے کہ چوہدری صاحب اس نے جو یہ کہا ہے مرتے وقت یہ خدا بھی معاف کر دے گا اس کو۔

اس نے جو معافی مانگ لی ہے اس سے یہ نہ ہو کہ اللہ بھی اسے معاف کر دے۔ تو یہ پٹھان ناراض نہ ہوں ان میں یہ غصہ کی باتیں پائی جاتی ہیں۔

حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ”مَیں چونکہ یہاں ایک ہی احمدی پڑھا لکھا تھا۔ دوسرا غلام احمد پانی پوری پڑھا تھا مگر وہ ان پڑھ تھا۔ اس لئے میرے ساتھ ہی زیادہ مخالفت رہی۔ یہاں کے واعظوں، مولویوں نے میرے ساتھ بائیکاٹ کر دیا، مجھے قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں تو مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھتا تھا تو ان کی دعا کی برکت سے مجھے مخالفوں سے کوئی ضرر نہ پہنچا“۔

(روایت حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۵۰)

حضرت مولوی بدر دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبلغ ساندھن ضلع آگرہ بیان کرتے ہیں۔ چوہدری فیروز خان صاحب آف راہوں نے عرض کیا کہ اپنی لڑکیوں کے رشتے غیر احمدیوں میں پہلے کر چکا ہوں اب حالات ایسے ہیں کہ وہ ان کو بدل نہیں سکتا۔ حضور دعا کریں کہ وہ لڑکے احمدی ہو جائیں۔ حضور نے فرمایا اچھا دعا کریں گے۔ ان میں سے ایک لڑکا احمدی ہو کر فوت ہو چکا ہے اور دوسرا احمدی ہو کر ابھی زندہ موجود ہے“۔

(روایت حضرت مولوی بدردین صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۳)

روایت حضرت سردار کرم داد خان صاحب ابن ولی داد خان صاحب ساکن جمالی بلوچاں ضلع شاہ پور حال دار الصدر قادیان۔ ”بیعت کے وقت مَیں نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ میری برادری سب شیعہ ہے۔ حضور دعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا مَیں نے دعا کر دی ہے۔ اب ہمارے سب رشتہ دار جو شیعہ تھے تمام احمدی ہو چکے ہیں“۔ (رجسٹر روایات نمبر ۵)

حضرت مولوی بدر دین صاحب مبلغ ساندھن کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں بہت سے مذاہب میں بھٹکتا پھرا ہوں۔ حضور میرے لئے استقلال کی دعا فرمائیں۔ تبسم فرماتے ہوئے فرمایا اچھا بھئی دعا کریں گے۔ چنانچہ مَیں ۱۹۱۳ء سے قادیان میں ہوں۔ اب تک صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں کام کرتا رہا ہوں اور اس وقت یکم دسمبر ۱۹۳۷ء ساندھن علاقہ آگرہ کا انچارج مبلغ ہوں۔ (روایت حضرت مولوی بدردین صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۳)

ایک روایت ہے حضرت وزیر خان صاحب ولد میاں محمد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ وہ بیان کرتے ہیں: ”مَیں ناگہ ہل علاقہ منی پور میں بصیغہ ملازمت سب اوورسیئر متعین تھا۔ ایک مقدمہ شروع ہوا جس کے دوران میں مَیں قید ہو گیا اور منی پور میں چلا گیا۔ گو مَیں ہر طرح آزاد تھا اور چھ خلاصی میرے ساتھ سرکاری کام کرتے تھے اور خاص ریذیڈنٹ کے بنگلہ پر اس کے کمرہ کے سامنے بڑی چھتری لگا کر دوربین سے کام کرتا تھا مگر رہتا جیل میں تھا۔ اسی زمانہ میں ایک شخص سرور خان نامی جو اس وقت پلٹن میں ملازم تھا اور اب شاید ڈبروگڑھ آسام کا ایک گاؤں ہے اس میں جا چکا ہے، وہ احمدی تھا۔ میرے پاس آیا اور کتاب نشان آسمانی مجھے دے گیا۔ اس کو مَیں نے پڑھا۔ اس میں لکھا تھا کہ۔

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند ☆ ہر زماں آیند در رنگِ دگر

اس شعر نے مجھ پر وہ اثر کیا کہ حضرت صاحب کی صداقت مجھ پر کھل گئی۔

گو مَیں نے سردار خان کو لکھا کہ وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پھر مَیں نے حضرت اقدس کو ایک خط اپنے حالات پر مشتمل لکھا اور حضور نے اس کے جواب میں ایک کارڈ لکھا جس میں اوپر تھا ”نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم“۔ جس کو نہ معلوم کس وجہ سے ”بشارتھم“ پڑھ سکا، شاید دل کا خیال ہو گا۔ اس میں حضور نے لکھا تھا کہ نماز آہستہ آہستہ پڑھا کریں اور اس کے ہر لفظ کے معانی پر غور کر کے جہاں تک ممکن ہو دل لگایا کریں اور لاحول اور استغفار، درود شریف کثرت سے پڑھا کریں اور سجدہ میں جا کر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ پڑھا کریں اور میں دعا کروں گا۔ وہ ایسی جگہ تھی جہاں میرے مقدمہ کی اپیل تھی (یعنی شیلانگ آسام)۔ کہ وکیل حاکم کے سامنے جا کر بحث نہیں کر سکتے تھے بلکہ مضمون لکھ کر ہی حوالہ دے دیتے تھے۔

شیلانگ میں وہاں میرے ایک مہربان ڈرافٹسمین یعنی نقشہ نویس تھے جن کی معرفت یہ

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 020-8265-6000

اپیل کی گئی اور ایک عجیب بات ہے کہ میرے ایک بہنوئی دہلی سے چل کر شیلانگ گئے اور بابو صاحب سے ملے مگر نامعلوم کیا واقعات ان کو پیش آئے کہ وہ بغیر روپیہ دئے اور مقدمہ ختم ہونے کے واپس چلے گئے۔ تب مجھے بابو صاحب نے خط لکھا کہ مَیں منی پور میں تھا کہ روپے کی ضرورت ہے اور آپ کے بھائی بھی چلے گئے ہیں۔ مَیں روپیہ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ مَیں نے ان کو جواب لکھا کہ آپ مقدمہ جاری رکھیں جس قدر روپیہ آپ کو ضروری ہو گا مَیں بھیج دوں گا۔

پھر اس کے بعد حضرت صاحب کا ایک خط پہنچا جو مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحوم کا لکھا ہوا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا ہے کہ مَیں آپ کو تسلی دوں حضور تمہارے واسطے دعا کر رہے ہیں۔ ۲۳ ستمبر ۱۸۹۲ء کو نقشہ نویس صاحب کا خط آیا کہ ہم نے آپ کی اپیل بتوکل علی اللہ داخل کر دی ہے۔ اس پر مَیں نے فوراً پڑھتے ہی جو میرے ساتھی تھے ان سے کہا کہ مَیں چھٹ گیا۔ اس کے بعد جس روز مَیں پانچ یا چھ اکتوبر کو چھوٹنے والا تھا تو خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحب تشریف لائے ہیں اور نماز کو بہت دیر ہو گئی ہے اور شاید یہ بھی دیکھا کہ تمہاری بیڑی کاٹ دی گئی۔ اس صبح کو جیل کی طرف سے آدمی آیا اور کہا لاؤ اس کو کاٹ دیں، آپ رہا ہو گئے ہیں۔ یہ میرے مقدمہ کا فیصلہ پہلا تھا جس کی اپیل ہوئی اور اس شخص کا تھا جو گورنمنٹ سے حکم لے کر گیا تھا کہ جو کچھ کروں گا اس کو بدلا نہ جائے ورنہ مَیں نہیں جاتا اس کا نام کرنیل مکسویل پولیٹیکل ایجنٹ تھا جو گورنمنٹ آسام کے حکم سے منی پور میں لڑائی کا افسر مقرر ہو کر آیا تھا اس روز میری رہائی پر اسے بہت افسوس ہوا۔

لیکن اب دیکھئے کہ ان کے اندر توکل کیسا تھا اور کتنا یقین تھا۔ اور ایک مقدمہ کی وجہ سے اس کے دوست کو ایگزیکٹو انجینئر مسٹر مچل جو منی پور میں تھا اس کو بھی افسوس تھا۔ جب میں چھوٹ کر پولیٹیکل ایجنٹ کے حکم کے مطابق دوبارہ مسٹر مچل کے پاس گیا تو آرام کرسی پر لیٹا ہوا تھا۔ چونکہ کچھ بیمار تھا مجھے دیکھ کر کہنے لگا تم چھوٹ گیا، تم چھوٹ گیا۔ میں نے کہا ہاں آپ نہیں جانتے کہ ہم کس کے مرید ہیں۔ تمہارا مسیح مر گیا مگر ہمارا مسیح زندہ ہے۔ اس پر اس نے کہا جاؤ پھر اپنا کام کرو۔ گویا یہ ایک نشان تھا جو حضرت صاحب کا ظاہر ہوا کہ ایسے سخت حاکم کے حکم کے خلاف اور روپیہ نہ ہونے کے باوجود اور غیر جگہ ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ نے مجھ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے طفیل بری کر دیا اور پھر وہیں نوکر بھی ہوا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۳ صفحہ ۳۵۶ تا ۳۵۸)

ایک روایت ہے حضرت عبد القادر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ ”حضرت صاحب جب پہلے ہماری مبارک منزل میں تشریف لائے ہیں تو سیڑھیاں چڑھتے وقت والد صاحب نے عرض کیا کہ حضور آپ دعا فرمائیں۔ فرمایا کہ یہاں نمازیں پڑھی جائیں گی اور خدا تعالیٰ کا ذکر ہو گا اس سے بڑھ کر اور کیا دعا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد سولہ سترہ سال تک یہاں نمازیں پڑھی جاتی رہیں۔ مہمان بھی یہیں اترا کرتے تھے“۔ یہ انہی کے ایک مکان کا نام تھا مبارک منزل۔

(روایت حضرت عبدالقادر صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۹ صفحہ ۳۷)

حضرت عبد القادر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید بیان فرماتے ہیں: ”سید ناصر شاہ صاحب لاہور میں ملازم تھے اچانک گلگت میں تبدیل ہو گئے۔ مَیں، میر فضل شاہ صاحب دونوں مل کر راولپنڈی تک ان کے ساتھ گئے بلکہ میر فضل شاہ صاحب کشمیر تک ساتھ گئے۔ کوئی پندرہ بیس روز ہی گزرے تھے کہ سید ناصر شاہ صاحب پھر لاہور میں آ گئے میرے پاس۔ لوگ عموماً ہمارے مکان پر ہی اترا کرتے تھے۔ قریباً پندرہ سولہ سال نمازیں بھی وہاں ادا ہوئیں۔ مَیں نے کہا کہ شاہ صاحب آپ پھر لاہور آ گئے۔ فرمانے لگے کہ راستہ میں بہت برف تھی۔ مَیں نے تین ماہ کی رخصت لے لی ہے اور قادیان رہنے کے ارادہ سے آ رہا ہوں۔ پھر وہ قادیان چلے گئے۔

پھر کوئی بیس بائیس روز کے بعد پھر لاہور آ گئے اور مجھ کو ساتھ لیا اور کہا کہ میں جموں ملازم ہو گیا ہوں۔ اس لئے مجھے انگریز افسر نے جموں بلایا ہے اس کے لئے کوئی ڈال بنانی چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے کوئی پندرہ روپے کی ڈال بنائی۔ ڈال پھلوں کی ٹوکری کو کہتے ہیں۔ اس زمانہ میں پندرہ روپے میں بہت ہی بڑی ڈال بنی ہو گی۔ چنانچہ انہوں نے پندرہ روپے کی ڈال بنائی۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مَیں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ مجھے بہت دور تبدیل کر دیا گیا ہے۔ فرمایا کہ آپ کہاں رہنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور جموں میں۔ فرمایا اپنے نام کو لکھ کر میرے سامنے لگا دو، مَیں دعا کروں گا۔ چنانچہ ان کو قادیان میں ہی خبر آ گئی کہ آپ کی تبدیلی جموں ہو گئی ہے۔ تنخواہ گلگت اسّی (۸۰) روپے ہونے والی تھی مگر جموں میں ایک سو دس روپے ہو گئی۔

(روایت حضرت عبدالقادر صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۹ صفحہ ۱۸)

ایک حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت دلچسپ روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں جب مَیں نے اور میرے ساتھیوں نے سفر پر جانے سے پہلے حضرت اقدس سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: ”اچھا خدا حافظ“۔ اب یہ سادہ فقرہ ہے، اچھا خدا حافظ کہتے ہی ہیں۔ مگر مولوی صاحب کے دل میں یہ بات گڑ گئی کہ یہ عام خدا حافظ نہیں کہا گیا بلکہ کچھ خطرات پیش آمدہ

ہیں۔ جن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محفوظ رہنے کی دعا کی ہے۔ جب حضور سے ہم رخصت ہو کر قادیان مقدس سے باہر نکلے تو نکلتے ہی بہت بڑا سانپ چاند کی چاندنی میں راستہ کے کنارے پر نظر آیا۔ ہمارے پاؤں کی آہٹ سے اس نے اپنی پھنکار کی آواز نکالی اور کوئی ہاتھ دو ہاتھ کے قریب اونچا کھڑا ہو گیا۔ ہم نے اسے دیکھ کر ذرا فاصلہ سے گزرنا پسند کیا۔ پھر وہ کسی اور طرف نکل گیا اور ہم دوسری طرف آگے نکل گئے۔

اس کے بعد راستہ میں ایک اور گاؤں آیا۔ اس گاؤں کے قریب دو تین سانپ اِدھر اُدھر سے ،دو تین سانپ ہمارے پاؤں کے اوپر سے گزر گئے۔ ایک سانپ میرے پاؤں کے اوپر سے گزرنے لگا۔ مجھے محسوس ہوا تو مَیں نے اپنے پاؤں کو جھٹکا دیا اور وہ دور جا پڑا۔ اسی طرح ایک اور گاؤں کے پاس سے گزرنے لگے تو وہاں بھی راستہ میں ہمیں دو سانپ ملے اور جب تلونڈی کے پاس گئے تو بٹالہ کے پرانے راستہ میں سڑک پر ایک گاؤں ہے جس کو تلونڈی گرنتھیاں کہتے ہیں اس کے پاس پھر راستہ میں سانپ ملے۔ غرضیکہ اس راستہ میں بار بار سانپوں سے ہمارا تصادم ہوا اور ہر موقع پر باوجود سانپوں کی اس کثرت کے خدا تعالیٰ نے ہم سب کو جو سات آٹھ کے قریب تھے ان کو شر سے محفوظ رکھا۔ تو یہ تکرار ایک ہی قسم کے خطرہ کی حیرت انگیز طریق پر اور پھر سارے کے سارے محفوظ رہے یہ عظیم الشان نشان ہے۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۰ صفحہ ۱۵ تا ۱۷)

ایک روایت ہے حضرت سید بہاول شاہ صاحبؓ کی۔ ”سلیمان مرحوم سکنہ موہن مزرعہ کا احمدی ہونا بھی حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک معجزہ ہے۔ ایک شخص بتا نامی موضع راجیوال ضلع لدھیانہ کا رہنے والا موضع موہن مزرعہ ضلع انبالہ میں رہا کرتا تھا۔ اس کا یعنی بتا کا مقدمہ دیوانی سلیمان کے ساتھ ہو گیا اور میرے مقدمہ کی طرح تین چار سال تک رہا۔ بتا جانتا تھا کہ میرے مقدمہ کا خاتمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے ہوا تھا۔ مقدمہ سے تنگ آ کے مجھے کہنے لگا کہ میرے لئے بھی حضور مسیح موعود علیہ السلام سے دعا کرواؤ۔ میں بہت تنگ آ گیا ہوں۔ مَیں نے اس کی طرف سے حضور علیہ السلام کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھ دیا۔ حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی اور واپسی لکھا ”دعا کی گئی“۔

اب دیکھئے صحابہ کا جو محاورہ ہے وہ درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محاورہ کے مقابل پر غیر عارفانہ ہے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ادب کی خاطر آپ کو کہتے تھے دعا فرمائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً کبھی بھی نہیں کہا کہ دعا فرمائی، نہ لکھا کہ دعا فرمائی۔ ہمیشہ یہی فرماتے تھے کہ دعا کی گئی۔ جب یہ خط بجائے بتا کے سلیمان کو مل گیا وہ ہم سے بہت ناراض ہوا۔ اس کے دوسرے تیسرے روز پیشی تھی۔ مقدمہ بتا کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ سلیمان اس واقعہ کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آیا لیکن بتے کو یہ توفیق نہ ملی۔

(رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۱۱۳)

ایک روایت ہے حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی کی۔ ”آج جمعہ ہے اور مولوی عبدالکریم صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہیں آئے تو جمعہ کون پڑھائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پوچھا۔ مَیں یہ سن کر بول نہ سکا۔ ایسا مرعوب ہوا کہ اس خیال سے کہ میں اس مامورِ خدا کے سامنے گنہگار آدمی ہوں کیا کروں گا۔ اور کس طرح کھڑا ہونگا۔ پھر دل میں یہ خیال آیا کہ خیر ابھی جمعہ کا وقت دور ہے شاید اور شخص تجویز ہو جائے۔ آخر جمعہ کا وقت آ گیا، صفیں باندھ کر نمازی بیٹھ گئے۔ مَیں ایک صف کے ڈرتا ہوا شمال کی طرف بیٹھ گیا آخر اذان ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا کہ حافظ صاحب کہاں ہیں آخر کسی شخص نے مجھے حاضر حضور کر دیا۔ مَیں نے حضور کے کان مبارک کے قریب ہو کر آہستہ بات سے عرض کیا۔ آہستہ بات سے مراد ہے آہستہ آواز سے عرض کیا کہ حضور میں گنہگار ہوں مجھے جرأت نہیں کہ مَیں حضور کے آگے کھڑا ہو کر کچھ بیان کر سکوں۔ مگر حضور نے فرمایا نہیں آپ آگے ہو جائیں مَیں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ گویا مجھے مصلّی پر کھڑا کر دیا۔ آخر مَیں نے متوکلاً علی اللہ خطبہ شروع کر دیا اور سورۃ فرقان تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا کی چند آیات پڑھیں۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے توفیق دی سنایا۔ مَیں اس وقت دیکھ رہا تھا کہ حضور میرے لئے دعا فرما رہے تھے اور میرا سینہ کھلتا گیا اور اس دن سے آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی کسی بحث میں یا تقریر میں ایسا نہیں ہوا کہ میں جھجکا ہوں۔ الحمد للہ علی ذلک۔ مَیں اسی کا نتیجہ سمجھتا ہوں کہ جب مَیں نومبر ۳۳ء میں ہجرت کر کے آیا ہوں تو مجھے مسجد اقصیٰ کی امامت کی خدمت سپرد ہوئی۔ (رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۱۳۱)

ایک روایت حضرت مولوی عبدالعزیز صاحبؓ بھینی شرق پور ضلع شیخوپورہ کی ہے۔ لکھا ہے ”ایک نشان جو مولوی صاحب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور مجھے فرمایا کہ (رجسٹر روایات لکھنے والے کے الفاظ لگ رہے ہیں) اور مجھے فرمایا کہ چوہدری احمد دین صاحبؓ ساکن آنبہ ضلع شیخوپورہ جو آپ کی وساطت سے احمدی ہوئے تھے ایک دفعہ قادیان تشریف لائے۔ چوہدری صاحب کے شرکاء نے آپ پر کئی مقدمات دائر کئے ہوئے تھے اور آپ بڑی مشکلات میں تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر مولوی صاحب نے چوہدری احمد دین صاحب کو پیش کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور نے چوہدری صاحب کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا احمد دین خدا تعالیٰ آپ پر فضل کرے گا۔ دو تین دفعہ ایسا ہی فرمایا۔ چنانچہ اس کے بعد چوہدری صاحب کو ان جملہ مقدمات سے اللہ تعالیٰ نے رہائی بخشی“۔ (رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۱۹)

روایت حضرت مرزا محمد شفیع صاحبؓ جن کے بیٹے مرزا منور احمد صاحب امریکہ میں شہید ہوئے تھے یعنی امریکہ میں وقف کے دوران فوت ہوئے تھے اب ان کی اولاد یہاں بھی بستی ہے انگلستان میں بھی۔ روایت۔ ”اپریل ۱۹۰۲ء میں خاکسار شملہ تبدیل ہوا تھا۔ وہاں مجھ کو تکلیف تھی اس لئے مَیں نے کچھ عرصہ بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بذریعہ تحریر عرض کی کہ حضور خاکسار کی تبدیلی کے لئے دعا فرماویں جس کی بظاہر اس قدر جلد امید نہیں تھی۔ جولائی ۱۹۰۵ء میں جب دوبارہ عرض کی گئی تو حضور نے میرے خط پر اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا جواب لکھ دیں کہ مَیں نے دعا کی ہے خدا تعالیٰ مجیب الدعوات بھی ہے اور حکیم بھی۔ اگر اس کی مصلحت تقاضا کرے گی تو وہ تبدیلی پر قادر ہے۔ یہ حضور کی تحریر جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے مجھ کو بھیجی تو جس ڈاک سے یہ خط پہنچا اسی کے ساتھ میری تبدیلی اور ترقی کا حکم بھی محکمہ سے پہنچا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۱۳۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے شفا پانے کے چند واقعات۔ حضرت بابو غلام محمد صاحب ثانی ریٹائرڈ ہیڈ ڈرافٹسمین سے روایت ہے کہ ایک زمانہ ایسا آیا کہ عام طور پر لوگ دعا کے لئے تار دیا کرتے تھے اور قلی کے پیسے بھی ساتھ جمع کرا دیا کرتے تھے تاکہ بٹالہ سے قلی اسی وقت تار لے کر جائے۔ پھر ہم لوگوں نے یہ تجویز کیا کہ اپنا آدمی بھیج دیتے ہیں اور جس وقت وہ پہنچے اسی وقت دعا کے لئے عرض کرتا۔ ادھر ہمارا آدمی روانہ ہوتا اور ادھر مریض کی حالت بدلنی شروع ہو جاتی۔ (روایت حضرت بابو غلام محمد صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۹ صفحہ ۱۷۱)

حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”میری تحریری بیعت سے پہلے قصبہ ہذا میں ایک اور احمدی خواجہ غلام احمد تھا اس کے لڑکے کو روتے وقت کھانسی سے سانس باہر کھینچا جاتا تھا اور کئی منٹ تک واپس نہ آتا تھا اور بے ہوش ہو جاتا تھا تو مَیں نے اس کے کہنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعا کے لئے لکھا۔ ابھی اس خط کا جواب نہ آیا تھا کہ وہ لڑکا اس عارضہ سے نجات پا گیا۔ جب خط کا جواب آیا تو اس میں لکھا تھا کہ حضرت اقدس نے دعا فرمائی۔ تو معلوم ہوا کہ جس روز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی تھی اسی روز لڑکا بھی صحت یاب ہو گیا تھا۔

(روایت حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۵۰)

ایک روایت ہے حضرت حافظ عبدالعلی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ ”ضلع شاہ پور سے ایک سکھ مع اپنے لڑکے کے مٹھہ ٹوانہ موضع سے آیا۔ اس کے لڑکے کو غالباً تپ دق تھا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب سے دوا کرانے آیا تھا۔ اور اس کا باپ دعا کے لئے حاضر ہوتا۔ آپ دعا فرماتے۔ آپ کو الہاماً ایک نسخہ معلوم ہوا جو اس پر معرفت حضرت مولوی صاحب استعمال ہوا تھا۔ آپ کو الہاماً ایک نسخہ معلوم ہوا جس الہامی نسخہ کو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی معرفت یعنی آپ سے بنوا کر استعمال کیا اور وہ لڑکا شفایاب ہو گیا۔ وہ نسخہ اب تپ دق کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

(روایت حضرت حافظ عبدالعلی صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷)

حضرت مفتی چراغ دین صاحبؓ سکنہ بٹالہ بیان فرماتے ہیں: ”میرے بھائی کا لڑکا طاعون سے بیمار ہو گیا۔ مَیں نے حضرت صاحب کی خدمت میں خط لکھا اور حضور کا ایک کرتہ تھا جو اس کے گلے میں پہنا دیا۔ خط کا جواب آیا جو مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہوا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ حضور نے دعا کی اور مَیں بھی دعا کرتا ہوں۔ اللہ شفا عطا فرمائے۔ وہ لڑکا خدا کے فضل سے اچھا ہو گیا اور اب تک زندہ ہے بال بچوں والا ہے۔

(روایت حضرت مفتی چراغ دین صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۹ صفحہ ۴۴)

حضرت محمد صدیق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف گھوگھیاٹ بیان کرتے ہیں کہ: ”میرے بہنوئی ملک نبی محمد صاحب آف گھوگھیاٹ بھی اس سفر میں ساتھ تھے جو خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔ انہوں نے ایک بار بتایا کہ دانت درد کا شدید دورہ اکثر ہو جایا کرتا تھا اور واپسی کے وقت بھی سخت

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

درد تھی۔ حضور پاک سے دعا کے لئے عرض کی گئی۔ حضور نے فرمایا "بہت اچھا"۔ ملک صاحب کہتے ہیں کہ تھوڑی ہی دیر بعد راستہ میں درد رک گئی اور ایسی غائب ہوئی کہ وہ دن گئے آج سالہا سال گزرے پھر دورہ نہیں ہوا"۔(روایت حضرت محمد صدیق صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۲۵)

اس قسم کے شفا کے واقعات اور بھی بہت سے پہلے گزر چکے ہیں۔ آنکھوں کی شفا اور شدید دانت درد کی شفا کے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں۔

حضرت مولوی محمد عبدالعزیز صاحبؓ بھینی شرقپور ضلع شیخوپورہ۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ غالباً ۱۹۰۶ء کے جلسہ سالانہ پر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ایک مولوی امام دین صاحب جو درویشانہ زندگی رکھتے تھے اور سلسلۂ بیعت میں داخل تھے بھی تھے۔ آتے ہی مولوی امام دین صاحب کو سخت بخار ہو گیا۔ ایسا کہ آپ جلسہ سالانہ کی کوئی بھی تقریر نہ سن سکے۔ مہمان خانہ میں آپ بیہوش پڑے رہے۔ جب جلسہ ختم ہو گیا اور مہمان رخصت ہونے لگے تو مولوی امام دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کی وجہ سے مولوی صاحب کو سخت گھبراہٹ تھی کہ اب ہم کیسے واپس جائیں گے۔ آپ اسی خیال میں ہی حیران بیٹھے تھے کہ یکایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہمان خانہ میں تشریف لائے۔ مولوی صاحب نے مولوی امام دین صاحب کو زور سے پکڑ کر حضرت صاحب کے سامنے جا کھڑا کیا اور عرض کی حضور ان کو سخت بخار ہے دعاءِ صحت فرمائی جائے تاکہ ہم امن سے واپس جا سکیں۔ حضور نے ان کا نام پوچھا اور ان کی پشت پر سر سے ہاتھ پھیرنا شروع کیا ۔ حضور ہاتھ پھیرتے جاتے تھے حتیٰ کہ تین چار دفعہ ہاتھ پھیرنے سے ہی بخار اتر گیا اور بیماروں کو شفا دینے کا معجزہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔(رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۱۸، ۱۹)

حضرت چوہدری غلام حسین صاحب بھٹیؓ چک ۹۸ شمالی:۔ "خاکسار نے ۱۹۰۵ء یا ۱۹۰۶ء میں بمقام سیالکوٹ کبوتراں والی مسجد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری بیعت کی۔ پندرہ دن کے بعد جب مَیں واپس اپنے چک میں آیا تو طاعون کی مرض شروع ہو گئی اور سب سے پہلے میری بیوی اور بچہ مولوی محمد یار طاعون میں مبتلا ہو گئے۔ میری بیوی کو ایک پھنسی بخار کے ساتھ نکلی اور محمد یار کو دو پھنسیاں اور بخار ہوا۔ چک کے لوگوں نے میری مخالفت کی اور مسجد سے نکال دیا اور کہا کہ تو نے مسیح موعود کی بیعت کی تھی اور سب سے پہلے تیری بیوی اور بچے کو ہی طاعون ہوئی۔ مَیں نے گھبرا کر حضرت اقدس کی خدمت میں خط لکھا۔ حضور نے جواب تحریر فرمایا۔ آپ ان کو ہوادار جگہ میں رکھیں اور استغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بیوی اور بچہ دونوں کو انشاء اللہ تندرست کر دے گا۔ خدا کے فضل سے میری بیوی اور بچہ دونوں اب تک زندہ ہیں اور اعتراض کرنے والوں پر اس قدر تباہی آئی کہ چک میں ستر آدمی طاعون سے تباہ ہو گئے اور دو دو آدمی ایک ایک قبر میں دفنائے گئے۔ اس نشان کے بعد پانچ گھروں نے بیعت کی اور ان سب گھروں میں بیعت سے پہلے طاعون سے وفاتیں ہو چکی تھیں اور بیعت ایک سال کے اندر اندر کی۔ اب خدا کے فضل سے تیرہ گھر احمدی ہیں اور سات گھر غیر احمدی ہیں"۔(روایت حضرت غلام حسین صاحب بھٹیؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۲۲)

روایت حضرت حافظ محمد امین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح جنگ ضلع کیمبلپور:۔ "بڑے زلزلہ کے موقع پر حضور نے تمام لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ وہ مکانات چھوڑ کر باہر نکل آئیں اور حضور خود بھی اہل بیت کے ساتھ اپنے باغ میں فروکش ہوئے۔ اور ان دنوں متواتر زلزلے آتے رہے اور طاعون بھی شروع ہو گیا تھا۔ ان دنوں عاجز بھی درد گردہ میں مبتلا ہو گیا۔ صبح سات بجے بیمار ہوا اور شام کے تین بجے یہ درد ایسی سخت ہو گئی کہ اس کی تکلیف سے کسی پہلو چین نہ آتا تھا۔ مَیں اس وقت مہرالدین صاحب ارائیں کے مکان میں رہتا تھا۔ مولوی عبیداللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے۔ اس وقت میری حالت بہت خراب تھی۔ مولوی صاحب میری تکلیف برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میری صحت کے لئے دعا کی درخواست لکھی اور لکھا کہ یہ غریب آدمی ضلع راولپنڈی کا رہنے والا ہے اور اس وقت درد گردہ سے سخت تنگ ہے۔

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV
MTA International
Prime
You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98.
To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.
At the moment, we are running the following offers:
NOKIA 9600 £255+ Digital LNBs from £19+
HUMAX CI £220+ Dishes from 35cm to 1.2m
B4U
These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.
BANGLA TV
MAIL ORDER
EXPORT
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com
SONY Entertainment Television
skydigital
ZEE TV
• All prices are exclusive of VAT

اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بھائی گوہر دین (ڈاکٹر گوہر دین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن برماجن کی عمر اس وقت بارہ تیرہ برس تھی) وہ بھی اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا۔ حضور اس کی شفایابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں (وہی فرمائیں لکھا ہے)۔

مولوی صاحب نے یہ خط میرے بھائی گوہر دین جو بعد میں ڈاکٹر بنے کو دے کر حضور کی خدمت میں بھیجا۔ حضور کے دربار میں خط کسی کو دے کر واپس چلے آئے۔ حضور خط پڑھ کر اور اپنا کام اسی وقت چھوڑ کر باہر دروازہ پر تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ خط کون دے گیا ہے۔ میاں شادی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحوم نے عرض کیا کہ ایک چھوٹا لڑکا دے گیا ہے۔ حضور نے خط دوبارہ پڑھا تو حضور کو علم ہوا کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب ان کا علاج کر رہے ہیں۔ خط پڑھ کر حضور نے جواب دیا کہ مَیں دعا کروں گا اور ان کی دوائی اور دودھ وغیرہ کا خرچ میرے ذمہ ہے اور مولوی صاحب ان کے علاج کی طرف پوری توجہ فرمائیں۔ آخر حضور کی دعاؤں اور مولوی صاحب کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس بیماری سے نجات بخشی۔(رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۶۹، ۷۰)

ایک روایت حضرت مولاداد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پنشنر کی ہے:۔ "۱۹۰۷ء کو میرے بڑے بھائی عبدالحکیم صاحب تپ سے بیمار تھے ان کا علاج ایک طبیب مولوی جو سلسلہ کا مخالف تھا کر رہا تھا اور اس کا بڑا بھائی شمس الدین احمدی تھا۔ وہ گاؤں موضع دودہ علاقہ سکر شکر میں ہے۔ اس طبیب مولوی نے حضرت اقدس کی شان میں نا ملائم الفاظ استعمال کئے۔ مَیں موجود نہ تھا بھائی جو بیمار تھے انہوں نے روکا۔ جب مَیں باہر سے آیا تو وہ مولوی چلا گیا تھا۔ بھائی صاحب نے نہایت رنجیدہ لہجہ میں کہا کہ میں اس طبیب کا علاج نہیں کراتا اس نے حضرت صاحب کی شان میں گستاخی کی ہے۔ غرض وہ مولوی راستہ میں ہی طاعون کا شکار ہو گیا۔

پھر میں بھائی صاحب کو اپنے ساتھ بہاولنگر لے گیا۔ وہاں دو اسسٹنٹ سرجن علاج کرتے رہے مگر آخر انہوں نے جواب دے دیا کہ اب یہ بچ نہیں سکتے، علاج ترک کر دو اور پیسہ خراب نہ کرو۔ تب مَیں نے بعد اس وقت ایک سال کے حضرت اقدس کے حضور خط لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا کہ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور ہم دعا کریں گے تم بھی دعا کرو انشاء اللہ صحت ہو جائے گی۔ اس خط کے دوسرے دن مَیں نے دیکھا کہ ان کا تپ جاتا رہا۔ مَیں نے کہا اب آپ کو تپ نہیں ہے۔ مَیں نے اٹھا کر بٹھایا اور خود سہارا دے کر بیٹھ گیا تو بھائی صاحب نے کہا میرا سینہ جو جلتا تھا اب سرد ہے۔ مَیں نے کہا مَیں نے حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا تھا حضور نے جواباً تحریر فرمایا کہ ہم دعا کریں گے خدا تعالیٰ شفا دے گا۔ تب سن کر کہنے لگا کہ "اوہو! ہُن مَیں نہیں مَردا، مسیح نے مُردہ زندہ کیتا اے"۔ اس کے بعد وہ احمدی ہو گئے یعنی بیعت کر لی اور پوری صحت ہو گئی۔(روایت حضرت مولاداد خان صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۸۴، ۸۵)

حضرت میاں خیرالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد سراج دین صاحب سکنہ کوٹ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بیان فرماتے ہیں کہ "میری بیوی بہت بیمار ہو گئی۔ ڈاکٹروں حکیموں نے لاعلاج قرار دیا۔ میں اس کو کھیوہ باجوہ میں لے آیا۔ اس جگہ مولوی عبداللہ صاحب جو حافظ قرآن بھی ہیں، میرا یقین ہے کہ وہ ولی اللہ بھی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی بھی ہیں ان کے پاس لے گیا۔ وہاں میرے سسرال بھی ہیں۔ انہوں نے کہا تم حضرت مسیح موعودؑ کو دعا کے لئے خط لکھو۔ چنانچہ مَیں نے دعا کے لئے خط لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے خط کا جواب دیا کہ تمہارے لئے دعا کی گئی، آپ بھی اچھی طرح دعا کریں۔ یہ خط مجھے دو بجے کے قریب ملا۔ میری بیوی کی یہ حالت تھی کہ کوئی کوئی دم تھا۔ مَیں خط لے کر شام کے وقت مسجد میں چلا گیا۔ مَیں نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی اور مَیں رو رو کر دعائیں کرتا رہا اور مجھے بیہوشی سی طاری ہو گئی اور میرے دائیں طرف ایک شخص کھڑا ہوا معلوم ہوا۔ مجھے اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ وہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اور میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ کوئی فکر نہ کرو تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے۔ مجھے ہوش آ گئی۔ جب میں گھر آیا تو خدا تعالیٰ نے میری بیوی کو صحت عطا فرما دی تھی۔

(رجسٹر روایات نمبر ۵ صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۲)

اس دفعہ روایات نسبتاً کم بیان ہوئی ہیں کیونکہ بعض روایات کو مَیں نے کاٹ دیا کہ یہ نہ رکھیں اور اس وجہ سے پندرہ منٹ پہلے روایات ختم ہو رہی ہیں۔ لیکن اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں جو ملفوظات سے لیا گیا ہے۔

"یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بے قراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے ...... پس چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچا دے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے۔ اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے"۔(ملفوظات (جدید ایڈیشن) جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

❁❁❁..........❁❁❁ ❁❁

بقیہ:سوامی شوگن چندر اور جلسۂ مذاہب
از صفحہ نمبر۴

والے ثابت ہوتے ہیں۔

جلسۂ دھرم مہوتسو (یا جلسۂ مذاہب) میں درج ذیل سوالات کو مقررین کے اظہار خیال کیلئے تجویز کیا تھا۔ نمبر 1۔ انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں۔ نمبر 2۔ انسان کی زندگی کے بعد کے حالات یعنی عقبیٰ۔ نمبر 3۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ نمبر 4۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔ نمبر 5۔ علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا ہیں؟

پہلی تقریر سناتن دھرم کے پنڈت ایشری پرشاد کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ "جن خیالات کو میں ظاہر کروں گا وہ خاص میرے ذاتی بطور سناتن دھرم ہندو کے تصور کئے جائیں"۔ جبکہ شرائط جلسہ میں یہ شامل تھا کہ مقرر اپنی مذہبی کتب سے اپنے سوالات کے جواب دیں۔ اس تناظر میں یہ تقریر قابل التفات نہیں رہتی۔

اسلام کی نمائندگی میں جناب ابو سعید مولوی محمد حسین بٹالوی نے سوالات کے جواب دینے کی بجائے نبوت اور معجزے پر غیر متعلق بحث کی جو جلسہ کے مقاصد سے خارج تھی۔

تھیو سافیکل سوسائٹی کے پرودانٹہ کی تقریر ان الفاظ کے گرد گھومتی رہی۔ یعنی سچ تیاگ اور نیای لہٰذا حسب ضابطہ یہ تقریر بھی بے تعلق تھی۔

مولوی ثناء اللہ کی تقریر میں بقول اخبار "چودھویں صدی" راولپنڈی یکم فروری ۱۸۹۷ء طرز بیان کسی قدر اچھا تھا لیکن لیکچر عموماً وعظ کی قسم کا تھا۔ فلسفیانہ ڈھنگ نہیں تھا جس کی جلسہ کو ضرورت تھی۔

اور تقریر دوم جس کا ذکر اوپر آچکا ہے کے بارے میں اخبار محولہ بالا نے لکھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا لیکچر بالکل معمولی تھا۔ وہی مُلّائی خیالات تھے جن کو ہم لوگ ہر روز سنتے ہیں۔ اس میں کوئی عجیب و غریب بات نہ تھی اور مولوی صاحب کے دوسرے لیکچر کے وقت کئی لوگ اٹھ کر چلے گئے تھے۔

آریہ سماج کے لیڈر بابو بیجا رام نے باقی سوالات سے اعراض کیا اور صرف تیسرے سوال کے بارے میں کہا کہ میں اس کے بارے میں بحث کروں گا۔ لیکن کوئی تسلی بخش جواب دینے سے قاصر رہے۔

تری تھنکر کے پنڈت گوردھن داس نے کہا کہ ہماری زندگی کی غرض بس یہی ہے کہ ہم اپنی ہستی کے تمام اجزاء اور قویٰ کا ہم آہنگی کے ساتھ نشو نما کریں...... ایسا ہی ان باتوں کو ترک کریں جو اس کے برخلاف ہوں تو بے شک ہم زندگی کی تھیوری پر قابض ہو جائیں گے۔

دوسرے سوال کے جواب میں کہا کہ یہ تمام قیاسی حالت (بعد از وفات) محض ہوا میں محل ہے۔ یہ عمل ثابت کرنے کے لئے کوئی بھی شہادت نہیں ہے کہ ہمارا نفس جس کا نام روح رکھ چھوڑا ہے ہمارے جسم سے پہلے بھی تھا تو پھر کیوں موت کے بعد اس کی بقاء ہو۔ اس لایعنی کلام میں کسی سوال کا جواب نہیں تھا۔

جناب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے مضمون کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا کیونکہ مرزا صاحب اصالتاً جلسہ میں بوجوہ عدم صحت شرکت نہ کر سکے۔ آپ نے پہلے سوال کے جواب میں قرآن کریم کی سورۃ یوسف، القیامتہ اور سورۃ الفجر سے انسان کی جسمانی حالت نفس امارہ' اخلاقی حالت نفس لوامہ اور روحانی حالت نفس مطمئنہ کا بیان کیا اور بتایا کہ طبعی، اخلاقی اور روحانی حالتیں آپس میں باہم ربط رکھتی ہیں۔ طبعی حالتیں تعدیل کے بعد اخلاق بن جاتی ہیں پھر ترقی کر کے روحانیت کے اعلیٰ مقام پر جا پہنچتی ہیں جہاں سے گرنے کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہتا۔

اجلاس کا وقت پہلے سوال کے جواب میں ہی ختم ہو گیا اس لئے سامعین کے پر زور اصرار پر انتظامیہ نے ۲۹ دسمبر کا دن حضرت مرزا صاحب کے مضمون کے لئے بڑھا دیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کے دوسرے لیکچر کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

سکھ ازم کے نمائندہ سردار جواہر سنگھ نے صرف پہلے سوال کے متعلق تقریر کی کہ سکھ مذہب کی رو سے ہم اپنے جسم کو اس طرح رکھتے ہیں کہ جیسے پیدا ہوئے ہیں۔ یعنی بالوں کا کٹوانا یا ختنہ وغیرہ نہیں کرتے۔ کیونکہ اخلاقی اور روحانی باتوں کا مدار جسم پر ہے اس لئے خالصہ دھرم یہ تعلیم دیتا ہے کہ جسم کی اچھی پرورش کرو، برت وغیرہ کرنے سے کمزور نہ بن جاؤ۔ جسم مٹی پانی آگ اور ہوا سے بنا ہے یہ عناصر ایک دوسرے سے درجہ وار لطیف ہیں۔ ان سب کا بنانے والا خدا ان سب سے زیادہ لطیف ہے۔ اس ترکیب سے گرو صاحب نے سفلی درجہ سے آسمانی درجہ کی طرف راہ دکھائی۔

اس تقریر سے پہلے سوال یعنی انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتوں پر کسی قسم کی روشنی نہیں پڑتی۔

برہمو سماج کے نمائندہ لالہ کانشی رام نے آخرت و عقبیٰ وغیرہ کا اقرار کیا مگر کسی سوال مقررہ کا جواب نہ دیا۔

ریلیجن آف ہارمنی کے نمائندہ لالہ رام جی داس نے کہا کہ علم کے چار ذرائع ہیں۔ حواس خمسہ، دلائل منطق' شہادت تواریخ' انٹیوشن (وجدان)۔ پہلے سوال کے جواب میں کہا کہ انسان نے جسمانی حالات کی اصلاح کرنے میں بہت ترقی کی ہے۔ زمانہ ان حالات کو خود ریفارم کر رہا ہے اب ریل بن گئی ہے۔ ایسا ہی ان تمام کاموں میں جن میں کسی حصہ جسم کو دخل تھا، بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اخلاقی حالتوں کے ذکر میں کہا کہ پاکیزگی اختیار کرنا، محبت رکھنا، دوسروں کی خدمت کے لئے آٹھوں پہر تیار رہنا اور ان کی خدمت میں لگ جانا یہی اخلاقی امور ہیں۔ روحانی حالت انسان کی وہی ہے جسے موت کا ڈر نہیں۔ جو ہر ایک کتاب کو کلام مجید جانے۔ دوسرے سوال کے جواب میں کہا کہ ممکن نہیں کہ ابدی جہنم ہو۔ کوئی آگے کوئی پیچھے سب کے سب خدا تک پہنچ جاویں گے اور وہاں جا کر سمجھیں گے، ہنوز ابتدا ہیں ہے۔

تیسرے سوال کے جواب میں بیان کیا کہ زندگی کی بڑی غرضیں تین ہیں۔ راحت، راستی، پاکیزگی۔ مگر ان کے ذرائع کیا ہیں، موصوف نے بیان نہ کئے۔ آپ نے اپنے جوابات کا اپنی الٰہی کتاب سے کوئی ثبوت نہ دیا اور تقریر تشنہ رہی۔

جلسۂ مذاہب کے آخری روز حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مضمون کا بقیہ حصہ پڑھا گیا۔ سامعین جلسہ کے وقت سے پہلے ہی جلسہ گاہ میں اپنی نشستوں پر موجود تھے اور حاضرین کی تعداد آٹھ ہزار سے متجاوز تھی۔ جناب مرزا صاحب کے مضمون سے بقیہ سوالات کے جوابات نہایت اختصار سے ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔

دوسرے سوال یعنی انسان کی زندگی کے بعد کے حالات یعنی عقبیٰ کا جواب۔

دنیا میں جو اعمال انسان کرتا ہے اس کے نقوش پوشیدہ طور پر جمتے چلے جاتے ہیں۔ انسان کے مرنے کے ساتھ ہی انسانی روح کو جو اس خاکی جسم سے علیحدہ ہوتی ہے فوری طور پر ایک لطیف جسم مل جاتا ہے جو کہ اعمال کے نیک و بد ہونے کے مطابق نورانی یا ظلماتی ہوتا ہے۔ اس آخرت میں انسان اپنے اعمال نیک و بد کا مزا چکھے گا۔ آخرت میں جو جسم ہوگا وہ اس جسم کی طرح کثیف نہیں ہوگا بلکہ انتہائی لطیف ہوگا جس کے اندر اس سے بھی لطیف روح ہوگی اور یہ روحانی جسم اسی دنیا میں انسانی اعمال کے مطابق اچھا یا برا یا نورانی یا ظلماتی ہوگا۔ اگر کوئی برے کام چھپ کر بھی اس دنیا میں کرے گا تو آخرت میں اس کا نتیجہ انسان کی اس حالت میں ظاہر ہو جائے گا جو سب کو نظر آئے گا۔ عالم معاد میں ترقیات لامتناہی ہیں۔ گرنے کا خطرہ نہیں ہوگا۔ روحانی سفر آگے ہی آگے مثبت طور پر جاری رہے گا۔ ہاں مختلف لوگ مختلف درجات میں ہونگے مگر ہر دم ترقی کی طرف گامزن ہو کر کوئی تھکاوٹ اور تکلیف نہیں ہوگی۔

تیسرا سوال یعنی دنیا میں انسان کی زندگی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ کس طرح حاصل ہو سکتی ہے کا جواب:

انسان کی زندگی کی غرض خالق ہی بتا سکتا ہے۔ مخلوق کا یہ کام نہیں کہ اپنی پیدائش کا کوئی مقصد مقرر کرے۔ سو خالق نے قرآن کریم میں انسانی زندگی کے اصل مدعا کے حصول کے لئے متعدد وسائل بیان کئے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱)...... خدا پر ایمان یعنی انسان کسی مخلوق کو کبھی خدا نہ سمجھے۔

(۲)...... خدا کے حسن و جمال پر اطلاع پانا۔ حسن باری تعالیٰ اس کی وحدانیت ہے اور اس کی عظمت، بزرگی اور صفات ہیں۔ (سورۃ اخلاص)

(۳)...... خدا کے احسان پر اطلاع پانا اور یہی وسیلہ محبوب حقیقی تک پہنچنے کا ہے۔ (سورۃ ابراہیم)

(۴)...... دعا۔ دعا کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے اور اس کا حقیقی عبد بن سکتا ہے۔ (سورۃ المومن)

(۵)...... مقصود حقیقی کو پانے کے لئے مجاہدہ۔ (العنکبوت)

انسان کو اپنا مال اور اپنی طاقتیں اور صلاحیتیں خدا کی راہ میں خرچ کرنا ضروری ہیں تاکہ انسان زندگی کے مقصود کو پالے اور اپنے خالق حقیقی کا وصال حاصل کرے۔

(۶)...... استقامت (حٰمٓ السجدہ) اور ثابت قدمی۔

(۷)...... راستبازوں کی صحبت اور ان کے کامل نمونوں کو اپنانا (التوبہ)۔ انسان طبعاً نمونے کا محتاج ہے اور کامل نمونہ شوق کو بڑھاتا ہے اور ہمت کو بلند کرتا ہے۔

(۸)...... پاک کشف، پاک الہام اور پاک خوابیں۔ اگر انسان کو خدا کی طرف لے جانے والے راستہ میں ان امور سے تسلی نہ ملے تو وہ ناامید ہو کر قدم بڑھانا ترک کر سکتا ہے (سورۃ یونس)۔ خدا کی طرف سے خوشخبریوں کے نتیجے میں انسان کی کمر ہمت بندھتی ہے اور وہ قرب الٰہی کی منازل تیزی سے طے کرتا ہے۔

چوتھے سوال یعنی کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے، کا جواب:

اعمال کا اثر دنیا میں۔ انسان وحشیانہ حالت سے نکل کر بااخلاق انسان بنتا ہے اور پھر مزید ترقی کرتے کرتے باخدا انسان بن جاتا ہے۔

اعمال کا اثر عاقبت میں۔ نیک انسان کو خدا تعالیٰ روحانی اتصال سے کھلے کھلے دیدار کے طور پر نظر آئے گا اور اس کے نیک اعمال بہشت اور اس کے درختوں اور نہروں وغیرہ کی طرح متمثل ہو کر دکھائی دیں گے۔

پانچواں سوال علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا ہیں، کا جواب:

قرآن کریم کی رو سے علم کی تین قسمیں ہیں:

☆...... علم الیقین: کسی چیز کو براہ راست مشاہدہ نہ کرنا بلکہ کسی اور چیز کو دیکھ کر کسی دوسری چیز کے وجود کا استنباط کرنا۔ مثلاً دور سے دھواں دیکھ کر استنباط کرنا کہ وہاں آگ ہے اگرچہ آگ کو آنکھوں سے دیکھا نہ ہو۔ علم الیقین کے حصول کے ذرائع عقل اور منقولات ہیں (سورۃ الملک)۔ انسانی فطرت بھی علم الیقین کا ایک ذریعہ ہے۔ اگرچہ اس میں ظاہری انتقال نہیں مگر ایک لطیف انتقال ذہنی موجود ہے۔ مثلاً خدا کی ذات کے بارے میں کہ وہ کیسی ہونی چاہئے۔ کیا فطرت مانتی ہے کہ خدا کمزور ہو یا انسان کے ہاتھوں دکھ اٹھانے والا ہونا چاہئے یا ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں۔

☆...... عین الیقین: اس سے مراد براہ راست علم ہے یعنی یقین اور اس کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔ مثلاً آگ کو آنکھ سے دیکھنا نہ کہ دور سے دھواں دیکھ کر سمجھ جانا کہ وہاں آگ موجود ہے۔ زندہ خدا کا اَنَا الْمَوجُود کہنا معرفت کا مرتبہ عطا کرتا ہے۔ وہ الہام جو عین الیقین کا مرتبہ عطا کرتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی نشست میں بندہ اپنے رب سے

پچھ عرض کرے اور خدا اسے جواب دے، پھر کوئی اور عرض کرے اور خدا جواب دے۔ اس طرح دس بار بندہ مختلف معروضات خدا کے سامنے پیش کرے اور خدا اسے جواب دے۔ یہ وہ الہام ہے جس سے عین الیقین والا علم حاصل ہوتا ہے۔ کامل علم کا ذریعہ درحقیقت الہام ہی ہے۔

☆...... حق الیقین: جس طرح مال تجارت سے بڑھتا ہے ایسا ہی علم عملی مزاولت سے اپنے روحانی کمالات کو پہنچتا ہے۔ مزاولت سے علم میں نور آ جاتا ہے۔ اور یہی علم کا حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچنا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی کے دو زمانے ہیں یعنی دکھوں اور کامیابی کے زمانے۔ آنحضرت ﷺ نے شدید دکھوں اور تکلیفوں اور اذیتوں کا لمبا زمانہ انتہائی صبر و شکر سے گزارا۔ معجزانہ ثابت قدمی دکھائی بلکہ اس دور میں آپ کے اخلاق عالیہ خوب ظاہر ہوئے۔ فتحیابی کے بعد مخالفوں پر پورا اقتدار رکھنے کے باوجود فیاضانہ معافی کا اعلان فرمایا۔ لوگوں نے آپؐ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک خدا کی طرف سے اور حقیقتاً راست باز نہ ہو وہ یہ اخلاق ہرگز نہیں دکھلا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دشمنوں کے پرانے کینے یکلخت دُور ہو گئے۔ روحانی حالتوں کا منبع اور سرچشمہ نفس مطمئنہ ہے جو انسان کو بااخلاق ہونے کے مرتبہ سے باخدا ہونے کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے۔

سناتن دھرم کے پنڈت گوپی ناتھ صاحب نے اپنے مذہب کی چھ خوبیوں کا ذکر کیا جو سوالات مندرجہ بالا کے جواب پر مشتمل نہ تھیں۔

ہندو شاستر سے پنڈت بھانودت نے صرف تیسرے سوال کا ذکر کیا مگر ساری تقریر اس کی تشریح سے خالی تھی۔ اور ان کا مضمون باقی سوالات کے جواب سے تہی تھا۔ منشی امام الدین نے کہا کہ میں نہ عیسائی ہوں، نہ موسائی، نہ محمدی۔ میں مسلمان ہوں اور ماننے والا ہوں عملی طور پر تورات، انجیل اور قرآن کا۔ ان کی تقریر میں نہ دعویٰ تھا نہ دلیل۔

آریہ سماج کے ماسٹر درگا پرشاد نے اپنے مضمون میں بالترتیب پانچوں سوال کا ذکر کیا مگر کہیں بھی ان سوالات کا جواب نہ دیا۔

عیسائی مذہب کی طرف سے مسٹر جان ماریس پیش ہوئے۔ آپ نے ادھر ادھر کی باتیں کیں مگر زیر بحث امر کی طرف التفات آخر چند لفظوں میں ہوا مگر سامعین کو سوالات کے جوابات کا انتظار رہا۔

اخبار چودھویں صدی نے یکم فروری ۱۸۹۷ء کو جو ریویو جلسہ کے بارہ میں لکھا اس میں مرزا صاحب کے لیکچر کے علاوہ باقی لیکچر کے بارے میں لکھا کہ: "دیگر مذاہب میں سے جتنے لوگوں نے لیکچر دئے، سچ تو یہ ہے کہ وہ جلسہ کے مستفسرہ سوالوں کے جواب بھی نہیں تھے"۔ اس کے برعکس مرزا صاحب کے لیکچر کے بارے میں لکھا کہ "مولوی عبدالکریم صاحب نے لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ تمام سامعین لٹو ہو گئے۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سنا"۔

مزید لکھا کہ: "مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت اور دیگر اسپیکروں کے لیکچروں میں امتیاز اس قدر کافی ہے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس طرح آ گری جیسے شہد پر مکھیاں۔ مگر دوسرے لیکچروں کے وقت بوجہ بے لطفی بہت سے لوگ بیٹھے بیٹھے اٹھ جاتے"۔ اور آخر میں لکھا کہ: "اس جلسہ میں اسلام کا بول بالا رہا اور تمام مذاہب کے دلوں پر اسلام کا سکہ بیٹھ گیا۔ گو زبان سے وہ اقرار کریں یا نہ کریں"۔

بطور حرف آخر سوامی جی کے بارے میں ہم اپنی اس رائے کا اظہار کرنے سے نہیں رک سکتے کہ ان سے جلسہ مذاہب میں مقرر کردہ سوالات کی توقع بعید نظر آتی ہے کیونکہ یہ سوالات تو ایک کامل مذہب کے پرکھنے کے لئے ہونے چاہئیں۔ جبکہ سوامی جی تو اپنی تقریر مندرجہ رپورٹ جلسہ مذاہب کے مطابق سب لوگوں کو صرف اکٹھے کرنے کی فکر میں تھے۔ اس میں تو وہ کامیاب ضرور ہوئے مگر یہ سوالات جو کامل مذہب کی کھوج لگانے والے ہیں کسی مردِ کامل کے ہی ہو سکتے ہیں۔ ہماری رائے میں وہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذات گرامی ہے جو اس تمام کارروائی کے لئے ایک طور پر پشت پناہ بھی رہی۔ جنہوں نے اس جلسہ کا مضمون قلم برداشتہ لکھا اور رب العرش نے قبل از وقت آپ کو بتا دیا کہ "مضمون بالا رہا"۔ اسے آپ کے ایک مرید سائق ہریش چندر کے ذریعے ۲۲؍دسمبر ۱۸۹۶ء کی رات بذریعہ اشتہارات مشتہر کرنے کے لئے بھجوایا گیا اور یہ آپ کی تقریر کے بعد جلسہ گاہ میں بھی تقسیم کیے گئے۔

پہلے پہل یہ جلسہ ٹاؤن ہال لاہور میں ہونا قرار پایا تھا مگر اس کی مختلف لوگوں کی طرف سے بہت مخالفت ہوئی اور یہ جلسہ ٹاؤن ہال لاہور میں نہ ہو سکا۔ جیسا کہ دھنپت رائے، سیکرٹری جلسہ نے بھی اپنی اختتامی تقریر میں کہا کہ "بڑا افسوس ہے کہ ہمارے اس کام کی مخالفت بہت کچھ کی گئی" وغیرہ وغیرہ۔ مخالفین کی تفصیل اور وجوہ مخالفت کا علم رپورٹ سے نہیں ہوتا۔

پھر سیکرٹری صاحب نے سادھو سوامی شوگن چندر صاحب (یہاں سیکرٹری صاحب نے لفظ شگن کی بجائے شوگن ہی استعمال کیا ہے) کا شکریہ ادا کیا ہے اور ان کے لاہور کے علاوہ مختلف مقامات سے چندہ وغیرہ کے ذریعے مدد بسلسلہ انعقاد جلسہ کا تذکرہ و شکریہ ادا کیا ہے۔ آخر میں سیکرٹری صاحب نے حاضرین سے پوچھا کہ اب اگر لوگوں کی پسند ہو تو جلسہ اگلے سال پھر ہو۔

سیکرٹری صاحب کے بیٹھ جانے کے بعد کتنے منٹ تک چاروں طرف سے ہندو، مسلمان، عیسائی، آریہ وغیرہ یک زبان ہو کر کہتے رہے کہ:

"یہ جلسہ ضرور ہو اور بالضرور ہو"۔

پریذیڈنٹ اگزیکٹو کمیٹی جلسہ درگا پرشاد صاحب نے دونوں جوانوں کا خاص طور پر ذکر کیا یعنی: "خواجہ کمال الدین صاحب بی اے، پروفیسر اسلامیہ کالج اور میاں معراج دین صاحب ٹھیکیدار"۔ اور کہا کہ اگر ان دونوں کی کوششیں نہ ہوتیں تو یہ کام سرانجام نہ پاتا۔ اگرچہ ان کی شمولیت کمیٹی میں سب سے اخیر تھی لیکن ان کی مدد سب سے اول تھی۔

سائق ہریش چندر صاحب کے مطابق خواجہ صاحب کے پاس موصوف نے بنڈل اشتہارات جناب مرزا حضرت غلام احمد قادیانی صاحب کھولا تو ان کا چہرہ بجائے بشاش اور خوش ہونے کے افسردہ سا ہو گیا۔ بعد میں انہی خواجہ صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے مشن کی Main Stream سے علیحدگی اختیار کر لی اور چند ہی سالوں میں انہی متردد صاحب کا تذکرہ ہی معدوم ہو گیا۔

مگر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے جلسہ مذاہب کی تقریر زیر عنوان 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کے نام سے چھاپی گئی اور اب تک لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر چار دانگ عالم میں اپنے تو کیا غیروں سے بھی خراج تحسین وصول کر رہی ہے۔ اور ساتھ ہی سوامی شگن چندر کے نام کو بھی زندہ رکھے ہوئے ہے۔

کلکتہ کے اخبار "جنرل گوہر آصفی" نے جلسہ کے بارے میں ۲۴؍جنوری ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں لکھا کہ:

"اگرچہ جلسۂ اعظم کا ہند میں یہ دوسرا جلسہ تھا لیکن اس نے اپنی شان و شوکت اور جاہ و عظمت کی رُو سے سارے ہندوستانی کانگرسیوں اور کانفرنسوں کو مات کر دیا"۔

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ ماریشس
از صفحہ ۱۲

کے متعلق ذاتی نمونہ کی مثالیں پیش کیں۔ خاکسار نے مساجد کو آباد کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے مختلف ممالک سے آئے ہوئے شرکاء کو سٹیج پر بلایا اور انہوں نے باری باری جلسہ کے سلسلہ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

چوتھا اجلاس

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے چوتھے اجلاس کی کارروائی نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم نذیر احمد صاحب بکت کی تھی۔ آپ نے "آنحضرت ﷺ کا نمونہ موجودہ دنیا کے مسائل کا حل" کے موضوع پر خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو جو خاص شریعت عطا فرمائی تو آپ کو سارے عالم کے لئے قابل عمل نمونہ بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور آپؐ نے ایک مختصر وقت میں اپنے اعلیٰ نمونہ اور دعاؤں کے ساتھ ایک نئی دنیا تخلیق کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں سارے عالم میں سچا اسلام پھیلانے کی ذمہ داری ہمیں سونپی گئی ہے اور ہمارے لئے ضروری ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے نمونہ کو تھام لیں تا ہر کوئی اس رحمت کے سائے تلے آ جائے۔

آپ کے بعد مکرم حسن رمضان صاحب نے "اسلام کی فتح اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر ایک مؤثر تقریر کی۔ آپ نے جماعت کو تلقین کی کہ جماعتی اتحاد کو قائم رکھتے ہوئے خلافت کا دامن تھامتے ہوئے تمام قسم کی قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

آخری روز۔ اختتامی اجلاس

۱۳؍اگست بروز اتوار جلسہ سالانہ کا آخری دن تھا۔ کثرت کے ساتھ احمدی بہن بھائی نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے جلسہ کی مارکی میں پہنچے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم عطاء القیوم جمن صاحب مبلغ سلسلہ نے درس قرآن دیا۔

نو بجے جلسہ کا آخری اجلاس مکرم محمد امین جواہر صاحب امیر جماعت احمدیہ ماریشس کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے مکرم مولانا مشہود احمد طور صاحب مشنری انچارج و نائب امیر جماعت ماریشس کا پیغام پڑھ کر سنایا جو انہوں نے لندن سے بذریعہ فیکس بھجوایا تھا۔ آپ نے اپنے پیغام میں فرمایا کہ حضور انور ایدہ اللہ جماعت ماریشس کی ترقی اور فعالیت سے مطمئن ہیں اس لئے جماعت کو چاہئے کہ وہ اپنے کام میں پہلے سے بڑھ کر تیزی پیدا کریں۔ علاوہ ازیں لندن سے مکرم حافظ احسان سکندر صاحب امیر جماعت بیجن اور مکرم غنی جہانگیر صاحب کے پیغامات بھی پڑھ کر سنائے گئے۔

آخر میں مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے جلسہ سالانہ انگلستان کی تفصیل، ماریشس جماعت کی قربانیوں کا تذکرہ اور ہمسایہ جزائر میں تبلیغ و دعوت الی اللہ کا ذکر فرمایا۔

آخر پر جلسہ کے کامیاب انعقاد پر تمام معاونین کا شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا کے ساتھ یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

جماعت احمدیہ ماریشس کے جلسہ سالانہ ۲۰۰۰ء کا

بابرکت اور روح پرور انعقاد

دوہزار سے زیادہ مخلصین کی والہانہ شرکت، درس القرآن، تہجد، ذکر الٰہی، تسبیح و تحمید اور متضرعانہ دعاؤں کے پر کیف نظارے

ملک کے وزیر منصوبہ بندی اور صدر مملکت کی شمولیت

دیگر ممالک کے نمائندگان کے پیغامات

(رپورٹ :صدیق احمد منور۔ مبلغ سلسلہ)

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل اور احسان ہے کہ اس نے ایک بار پھر جماعت احمدیہ ماریشس کو مورخہ ۱۱ر تا ۱۳ر اگست بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار بمقام تریفل روزہل، اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق بخشی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مبارک اور روحانی اجتماع اپنے روایتی دینی ماحول میں پوری شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوا اور مسیح محمدی کی دعاؤں کے طفیل اس للٰہی جلسہ میں شامل ہونے والے آسمانی برکتوں سے اپنی جھولیاں بھر کر واپس لوٹے۔ الحمدللہ علی ذلک۔ ذیل میں اس کی قدرے تفصیلی رپورٹ پیش خدمت ہے۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کا سلسلہ تو سارا سال جاری رہتا ہے لیکن اس سال کے جلسہ کے انتظام و انصرام کے لئے مارچ ۲۰۰۰ء سے باقاعدہ کام کا آغاز ہوا۔ مکرم محترم جناب محمد امین جواہر صاحب، امیر جماعت ہائے احمدیہ ماریشس نے مکرم عزیز احمد تیجو صاحب کو افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا اور ان کی نگرانی میں ایک فعال کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ممبران نے دن رات محنت کر کے جلسہ کے مختلف شعبوں کو منظم شکل دے کر کام کو آگے بڑھایا۔ ان شعبوں کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:

جلسہ گاہ کی تیاری، ٹرانسپورٹ، لنگر خانہ، سیکورٹی، کمپیوٹر سیکشن، استقبال، سٹور، ایم ٹی اے، اطلاعات، اہم شخصیات کے لئے خصوصی دعوت کا انتظام، رجسٹریشن وغیرہ۔

افتتاحی اجلاس

مورخہ ۱۱ر اگست بروز جمعۃ المبارک جلسہ کا پہلا دن تھا۔ مکرم و محترم امیر صاحب نے جلسہ گاہ میں نماز جمعہ پڑھائی اور جماعت ماریشس میں مروجہ طریق کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ایک خطبہ جمعہ کا کریولی ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ نماز جمعہ میں احباب کو جلسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں کرنے کی توفیق ملی۔

پروگرام کے مطابق ٹھیک تین بجکر پچیس منٹ پر مکرم امیر صاحب کی قیادت میں پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ آپ نے دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے احمدیوں کی ایک بڑی تعداد کے جلو میں احمدیت کا جھنڈا لہرایا اور آپ کی دوسری جانب ماریشس کا جھنڈا ٹریفل روزہل کے صدر مکرم احمد علی بخش صاحب کو لہرانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے اسلام اور احمدیت کی سربلندی کے لئے متضرعانہ دعا کرائی۔

ٹھیک ساڑھے تین بجے مکرم و محترم امیر صاحب کی صدارت میں افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے مختصراً فرمایا کہ ہمارے جلسہ کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ سے جو احباب بذریعہ ایم ٹی اے لندن سے سنیں گے ہو جاوے گا۔ آپ نے فرمایا کہ احباب جلسہ سالانہ کے مقاصد عالیہ کو پیش نظر رکھیں اور تمام اجلاسات سے پورا پورا استفادہ کریں۔ اپنا سارا وقت تسبیح و تحمید، ذکر الٰہی اور دعاؤں میں گزاریں۔ آخر میں آپ نے اجتماعی دعا کرائی جس میں سب شریک ہوئے۔

محترم امیر صاحب کے خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ نشر ہونا شروع ہوا جس کا رواں ترجمہ لوکل اور کریول زبان میں پیش کیا گیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اس خطبہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض انتہائی پر درد دعائیں پڑھ کر سنائیں۔ ان پردرد تضرعات کو سن کر ہر دل خداوند کے حضور میں دعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو اسلام اور احمدیت کے حق میں قبول فرمائے۔

خطبہ جمعہ کے بعد نماز مغرب و عشاء اور کھانے کے لئے وقفہ ہوا۔

پہلا روز، دوسرا اجلاس

نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد سات بجکر بیس منٹ پر دوسرے اجلاس کا آغاز مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔

تلاوت قرآن کریم، ترجمہ اور نظم کے بعد پروگرام کے مطابق حقوق انسانی کے اہم موضوع پر دو تقاریر تھیں۔ ان تقاریر کی خصوصیت یہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے چار خطبات سے اقتباسات لے کر تیار کی گئی تھیں۔ چنانچہ مختار احمد صاحب تیجو نے والدین، بیویوں، خاوندوں اور بچوں کے حقوق پر روشنی ڈالی۔ مقرر موصوف نے احادیث رسول ﷺ کے حوالوں سے تفصیل سے موضوع پر روشنی ڈالی اور آنحضرت ﷺ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذاتی نمونوں کی مثالیں دیں اور آخر میں بتایا کہ آج کے زمانہ میں انسان بہت پریشان ہے اور گھروں سے سکون اٹھ گیا ہے۔ ہم احمدیوں کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے ذریعہ ایک عظیم نعمت سے نوازا ہے اور وہ نعمت خلافت کی نعمت ہے۔ خلیفۂ وقت ہمیں بار بار اسلامی تعلیمات کی طرف بلاتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم آنحضور ﷺ کے نمونہ پر چلتے ہوئے محبت و پیار اور حکمت کے ساتھ خاندانی تعلقات کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔

دوسری تقریر مکرم سعید قدیر صاحب کی تھی جنہوں نے دلنشین انداز میں غرباء، یتامیٰ، بیوگان اور کمزوروں کے حقوق اور ان کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

اجلاس کے آخر پر ایک نومسلم خاتون نے چند دوسری بہنوں کی معیت میں فرانسیسی زبان میں اسلام اور احمدیت کی عظمت سے متعلق ایک نظم پیش کی جو سب سامعین کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث بنی۔

دوسرا روز

۱۲ر اگست بروز ہفتہ احمدی بھائی بہنیں کثیر تعداد میں نماز تہجد کے لئے جلسہ کی مارکی میں پہنچ گئے۔ مکرم مولانا مظفر احمد سدھن صاحب نے نماز تہجد پڑھائی۔ احباب نے تضرع کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی عظمت و بلندی کے لئے دعائیں کیں۔

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم مولانا شمشیر سوکیہ صاحب نے درس قرآن دیا اور احادیث کی روشنی میں استغفار کے فضائل بیان کئے۔

ناشتہ کے بعد مکرم امیر صاحب نے بچوں کی ایک خصوصی کلاس لی جس میں واقفین نو اور مکتب کے بچوں نے تلاوت و نظم وغیرہ کا ایک دلچسپ پروگرام پیش کیا۔ امیر صاحب نے بچوں کو نصائح فرمائیں اور لنچ ان کے ساتھ تناول فرمایا۔

دوسرا روز، تیسرا اجلاس

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد تیسرا اجلاس شروع ہوا جس میں غیر از جماعت دوست بالخصوص حکومت کی اہم شخصیات مدعو تھیں۔ مکرم امیر صاحب کی قیادت میں ایک خصوصی ٹیم نے معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔

اس اجلاس کے پہلے مہمان جمہوریہ ماریشس کے صدر عزت مآب Cassam Uteem تشریف لائے۔ مکرم امیر صاحب اور دیگر زعماء جماعت نے انتہائی احترام کے ساتھ اپنے معزز مہمان کا استقبال کیا۔

دوسرے مہمان عزت مآب Bheenick Manou وزیر منصوبہ بندی، حکومت ماریشس تھے۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم جناب موسیٰ تیجو صاحب نے کی جو حکومت ماریشس کے ڈائریکٹر آف آڈٹ کے اہم عہدہ پر فائز ہیں۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے مختصر طور پر استقبالیہ تقریر کی اور معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اور جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی اہمیت و مقاصد پر روشنی ڈالی۔

مکرم امیر صاحب کی تقریر کے بعد معزز مہمان آنریبل Bheenick Manou وزیر منصوبہ بندی نے حاضرین سے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی سماجی اور مذہبی خدمات کی تعریف کی اور کہا کہ آج کل دنیا میں ایسی چیزوں کی ضرورت ہے اور خاص طور پر ہمارے معاشرہ میں جہاں بہت سے مذاہب قومیں اور نسلیں امن کے ساتھ رہ رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ماریشس میں ہماری ترقی کے ساتھ بعض مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں اور ہمیں ایسی کوششوں کی ضرورت ہے جیسی جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔

اس اجلاس کی آخری تقریر صدر مجلس مکرم موسیٰ تیجو صاحب کی تھی جنہوں نے فرمایا کہ دنیا کی حکومتیں انسان کی مادی ضرورتوں کو تو پورا کر سکتی ہیں لیکن انسان جب تک خدا کے نزدیک نہ ہو اسے حقیقی امن اور سکون نصیب نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے بتایا کہ اسلامی تعلیم میں وہ تمام خوبیاں ہیں جن کو اپنا کر ایک بہترین معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اسلام کے آغاز میں ہونے والے انقلاب کو تفصیل سے بیان کیا کہ کس طرح ایک مجرم سوسائٹی کو دنیا کی اعلیٰ ترین سوسائٹی بنا دیا۔ آخر پر انہوں نے فرمایا کہ احمدیت ایسے ہی روحانی انقلاب کے لئے کوششوں میں مصروف ہے کیونکہ دنیا کے مسائل اور الجھنوں کا حل احمدیت میں ہے۔

اس خصوصی اجلاس کی آخری تقریر کے بعد صدر مجلس انصار اللہ ماریشس کی طرف سے مبلغ دو لاکھ روپے کا چیک بغرض اشاعت لٹریچر مکرم امیر صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

یہاں اس امر کا ذکر مناسب ہوگا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے دنیا بھر کی جماعتوں کو یہ منصوبہ دیا ہے کہ اکیسویں صدی کے پہلے سال میں دنیا کی دس فیصد آبادی تک لٹریچر کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچا دیا جائے۔ اس منصوبہ کے حوالے سے مجلس انصار اللہ ماریشس نے یہ دو لاکھ روپے کی رقم مرکزی جماعت احمدیہ ماریشس کو پیش کی ہے۔ اللّٰھُمَّ زِدْ وبَارِكْ۔

استقبالیہ دعوت

اس اجلاس کے بعد معزز مہمانوں کی خدمت میں ایک استقبالیہ دعوت دی گئی۔ اس دعوت میں صدر مملکت اور وزیر منصوبہ بندی کے ساتھ شرکاء تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ اس تقریب کے اختتام پر صدر مملکت نے وزیٹر بک میں تحریر فرمایا کہ وہ امیر صاحب اور جماعت احمدیہ کی دعوت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ نیز اس امر کا کہ ان کا بہت محبت اور گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ اسی طرح وزیر منصوبہ بندی نے تحریر کیا کہ وہ بھی جماعت احمدیہ کے کردار اور مخلصانہ کوششوں سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔

استقبالیہ تقریب کے بعد اجلاس کا بقیہ حصہ شروع ہوا۔ جس کی صدارت مکرم امیر صاحب نے کی۔ مکرم جمن صاحب کی نظم کے بعد خاکسار صدیق احمد منور، مبلغ سلسلہ نے نماز باجماعت کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی جس میں آیات قرآنیہ، احادیث اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر روشنی ڈالی۔ نیز آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نماز باجماعت

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ جرمنی از صفحہ ۲

ایک دفعہ بٹالہ میں تار دینے کی ضرورت تھی۔ فرمایا کوئی ہے جو وہاں جاوے۔ دو آدمی تیار ہوگئے۔ فرمایا ٹھہرو میں محصول لادوں۔ اس وقت خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ وہاں موجود تھے انہوں نے کہا حضور اس وقت ہم دے دیتے ہیں پھر ہمیں دے دیا جائے۔ فرمایا نہیں ہم اسی وقت لا دیتے ہیں۔ چنانچہ سیڑھیوں سے اتر کر نیچے گئے اور محصول لاکر دیا۔ (رجسٹر نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۹۷تا۳۰۰)

روایت حضرت خان محمد علی خان صاحبؓ
ولد خان غلام محمد خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ

سن زیارت و بیعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۹۰ء۔ دسمبر ۱۸۹۲ء میں قادیان گیا تو مدرسہ احمدیہ، مہمان خانہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی بنیادیں رکھی ہوئی تھیں اور یہ ایک چبوترہ سا لمبا بنا ہوا تھا۔ اسی پر جلسہ ہوا تھا اور کسی وقت گول کمرہ کے سامنے جلسہ ہوتا تھا۔ یہ چبوترہ بھرتی ڈھاب میں سے ڈال کر بنایا گیا تھا اور اس کے بعد جتنے مکان بنے ہیں بھرتی ڈال کر بنائے گئے ہیں۔

غالبًا پہلی یا دوسری دفعہ میرے قادیان آنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کے بعد میرے ہاں آئے تو آپ موم بتی لے کر آئے یعنی اس کی روشنی میں۔ میرے ملازم صفدر علی خان نے چاہا کہ موم بتی بے فائدہ نہ جلتی رہے اور اس کو بجھانا چاہا تو آپؑ نے فرمایا جلنے دو، روشنی کی کمی ہے۔ دنیا میں تاریکی تو بہت ہے۔ ۱۹۰۱ء میں مَیں قادیان مع اہل و عیال گیا اور پھر مستقل رہائش اختیار کرلی۔

(رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۲)

یہ آخری روایت حضرت میاں بڈھا صاحبؓ ولد فتا، قادیان

سن بیعت و زیارت ۱۸۹۲ء۔ آپؓ قادیان کے رہنے والے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ سے قبل کی زندگی سے واقف تھے۔ قادیان میں آپؓ کا مکان حلقہ مسجد فضل میں تھا۔ آپ خود بیان کرتے ہیں کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی حالات سے واقف ہوں۔ بڑے نیک مرد تھے۔ پہلے زمانہ میں سارا دن اپنے طویلہ پر قرآن شریف پڑھتے۔ کھانا پڑا پڑا خراب ہو جاتا۔

(رجسٹر روایات نمبر ۸ صفحہ ۱۰۵)

بعض روایات مَیں نے لمبائی کے خوف سے چھوڑ دی تھیں۔ بہرحال اب صحیح وقت پر یہ خطاب ختم ہوا ہے۔ اول تو سب سے پہلے مَیں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ آپ سب لوگ ان بزرگوں کی اولاد ہیں جن کا ذکر مَیں کرچکا ہوں۔ اگر سب نہیں تو بہت ہیں جنہوں نے گھر میں واقعات سنے ہونگے اور وہ فخر سے اور سچے فخر سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا اتنے بڑے بزرگ تھے۔ مگر سچا فخر تبھی ہوگا جب ان کو بھی ان بزرگوں کی پیروی کی توفیق ملے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جو ان بزرگوں کی اولاد ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے اپنے بزرگ آباء واجداد کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔

اب آخر پر میں اس ۲۵ویں جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۰ء کے اعداد و شمار کی روشنی میں آپ کے سامنے یہ بیان کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے والے احباب و خواتین کی کل تعداد ۳۳ ہزار ۲۴۸ ہے جو گزشتہ سال کے مقابل پر حیرت انگیز اضافہ ہے۔ گزشتہ سال ۱۹۹۹ء میں جرمنی کے جلسہ میں ۲۰ ہزار ۲۱۰ مرد و خواتین اور بچے شامل ہوئے تھے۔ امسال ۳۳ ہزار ۲۴۸ ہیں۔ تو بہت ہی نمایاں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فرق کو بڑھاتا رہے اور اب ایک لاکھ والے جلسہ کی تیاری کریں کہ یہ ہماری خواہش ہے کہ جرمنی میں ایک لاکھ والا جلسہ اگر اگلے سال نہیں تو اس سے اگلے سال ضرور ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کے لئے ابھی سے کام شروع کرنا ہوگا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ زنانہ جلسہ گاہ میں ۱۳ ہزار ۱۸ خواتین اور بچے شامل ہوئے ہیں۔ مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے مہمان ۶ ہزار ۶۲۵ ہیں۔ تعداد کے لحاظ سے ممالک کی نمائندگی ۴۰ ہے۔ دس زبانوں میں رواں ترجمہ ساتھ ساتھ ہوتا رہا ہے۔ ترجمہ کی سہولت سے فائدہ اٹھانے والے افراد ۶۶۲۵ ہیں۔ پارک ہونے والی کاروں اور بسوں کی تعداد ۳ ہزار ۲۴۷ ہے۔ جو علیحدہ علیحدہ چھوٹے جلسے اس بڑے جلسے کے دوران منعقد ہوتے رہے ہیں ان کی تعداد پانچ ہے۔

اب اس کے بعد ہم آخری دعا میں شامل ہونگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے لایا ہے خیریت سے واپس لے کے جائے۔ کسی حادثہ کی تکلیف دہ خبر ہمیں نہ پہنچے۔ بار بار نصیحت کی جاتی ہے کہ پوری احتیاط برتیں، نوکری بھی جاتی رہے تو دیر بے شک کریں مگر اندھیر نہ کریں اور آرام کریں اور نیند کی حالت میں کار ہرگز نہ چلائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ جو بیمار ہیں آپ میں سے ان کے حق میں بھی دعائیں کریں۔ اسیران راہ مولا کے حق میں بھی دعائیں کریں۔ پاکستان میں روحانی انقلاب کے حق میں بھی دعائیں کریں اور وہ ساری خواتین جو ملاقات میں ملتی ہیں اور بڑی ہی دردناک خاندانی حکایات بیان کرتی ہیں، ان کے لئے بھی دعائیں کریں کہ اللہ ان کے ظالم خاوندوں سے ان کو نجات بخشے اور ان کی اصلاح فرمائے۔ اسی طرح بعض اپنے ماحول کی ستائی ہوئی ہیں، بعض لوگوں کے بچے بیمار ہیں۔ غرضیکہ بہت سے دکھ ہیں جو دور کی آنکھ کو دکھائی نہیں دے سکتے۔ آپ ان سے ناواقف ہیں مگر فیملی ملاقات کا مجھے یہ فائدہ ہے کہ مَیں قریب کی نظر سے ان سب کا مشاہدہ کرتا ہوں اور جو توفیق ملتی ہے اس وقت بھی دعا کرتا ہوں اور بعد میں بھی لازماً ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ تو آپ لوگوں سے بھی میری التجا ہے کہ ان دعاؤں میں شامل ہو جایا کریں جو میں کیا کرتا ہوں۔ یعنی خدا کے حضور یہ دعا کیا کریں کہ جو دعا ہمارا امام کرتا ہے ہمیں بھی اس کے پیچھے ان سب مظلوموں اور مصیبت زدوں کے حق میں دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب اس کے بعد جلسہ کی کارروائی کو ختم کیا جاتا ہے اور مَیں ایک دفعہ پھر یہ عرض کرتا ہوں کہ بہت سے لوگ اسیران راہ مولا بہت دکھ اٹھا رہے ہیں۔ ان کی تکلیفوں کی وجہ سے ہی یہ سب رونق ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ کب تک یہ ہوتا رہے گا یہ اللہ بہتر جانتا ہے مگر مجھے لگتا ہے کہ یہ جو دعا ہے یہ ہمارے لئے اپنے فضل سے سلطان نصیر اتارے، یہ ضرور قبول ہوگی۔ یہ دنیا کے سلطان تو کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ یہ ہرگز سلطان نصیر نہیں ہیں۔ جب سلطان نصیر آتے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس دعا کو یوں پورا ہوتے دیکھا تھا کہ خدا نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ کہ اے محمدؐ یہ کہتے ہوئے مکہ میں داخل ہو جاؤ کہ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ حق آگیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے اور باطل کے مقدر میں بھاگنا ہی ہے۔ حق کے ساتھ باطل اکٹھا نہیں ہو سکتا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ اس کے بعد آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آخری دعا میں میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔

❀❀❀..........❀❀❀..........❀❀❀

بقیہ:ہے سہل مسلمان کو کافر کہنا از صفحہ ۱۲

حقیقی طلاق ہو گئی؟

تیسری مثال ٹی وی کی مشہور اداکارہ ثمینہ پیرزادہ کی ہے۔ ثمینہ اور عثمان پیرزادہ جو حقیقی میاں بیوی تھے ٹی وی کے ایک مشہور ڈرامے میں اتفاق سے میاں بیوی کا کردار ادا کر رہے تھے۔ ڈرامے میں ان کی مار پیٹ ہوتی ہے اور میاں اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دے کر گھر سے نکال دیتا ہے۔ اس کے بعد کہانی چلتی رہتی ہے مگر ہمارے اخبارات میں مولوی صاحبان کے فتوے شائع ہونے لگے۔ "پیرزادہ عثمان نے ڈرامے میں اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق کہہ دیا اس لئے اب ان میں حقیقی طلاق ہو گئی ہے۔ اب یہ لوگ میاں بیوی نہیں رہے۔ اب ان کو فوراً الگ ہو جانا چاہئے۔ یہ بحث کافی عرصے تک اخبارات کا موضوع بنی رہی۔ طلاق کے حق میں اور مخالفت میں بیانات اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ اس سلسلے میں راولپنڈی کے ایک پڑھے لکھے عالم کا بھی طلاق واقع ہونے کے حق میں بیان پڑھ کر مَیں حیران رہ گیا۔ ادھر ثمینہ شادی کے کئی سال تک اولاد سے محروم رہ کر اس وقت امید سے تھی۔ اس بے چاری کو اخبارات سے اپیل کرنی پڑی۔ "ایک عرصہ کی دعاؤں کے بعد میرے گھر میں بہار آنے والی ہے مگر ان مولویوں کے فتووں نے مجھے سخت اذیت میں مبتلا کر دیا ہے۔ خدا کے لئے اس سلسلے کو اب بند کیا جائے"۔

سبحان اللہ! یہ نکاح کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا فلسفہ بھی عجیب و غریب ہے۔ بیٹھے بٹھائے بیویاں بے چاری طلاق یافتہ قرار دے دی جاتی ہیں۔ کاش اس قسم کے فتووں پر پابندی لگا دی جائے۔ خاص طور پر کفر کا فتویٰ جاری کرنے کو ایک سنگین جرم قرار دیا جائے اور اس کی سخت سزا مقرر کی جائے۔ اس معاملے میں جناب سعید بن وحید علیگ نے کیا خوب کہا ہے۔

فرقوں سے نہ شیرازہ پریشان کرو
امت پہ خدارا یہی احسان کرو

ہے سہل مسلمان کو کافر کہنا
ہمت ہے تو کافر کو مسلمان کرو

("میں نے پاکستان بنتے دیکھا" از کرنل حامد محمود صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰۔ بارا ول، اگست ۱۹۹۶ء ناشر القلم اسلام آباد)

بقیہ:قرآن کریم خدا نما عربی کلام کا صوری و معنوی محاسن سے مرصع اردو ترجمہ از صفحہ نمبر ۱۳

ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تاسف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔ **اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہو گی۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی"۔**

(الحکم ۱۷/اکتوبر ۱۹۰۰ء۔ ملفوظات طبع دوم صفحہ ۳۸۶)

یاد رکھ لے کہ غلبہ نہ ملے گا ہرگز
دل میں ایمان نہ ہو ہاتھ میں قرآن نہ ہو

(المصلح موعودؓ)

خصوصی درخواست

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیرانِ راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔

قرآن کریم کے خدا نما عربی کلام کا
صوری و معنوی محاسن سے مُرصّع اردو ترجمہ

یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے — جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں — پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

(دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت)

ایک حیرت انگیز خبر اور اس کا ظہور

ٹھیک ایک صدی قبل ۱۹۰۰ء میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح وقت و مہدیٔ دوراں علیہ السلام نے یہ حیرت انگیز خبر دی کہ:

"خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا .... گویا خدا آسمان سے نازل ہوا"۔

(تحفہ گولڑویہ طبع اول ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۱،۱۸۲)

اللہ جلّشانہ کس طرح "مردان خدا" کی شکل میں آسمان سے نازل ہوتا رہا ہے اور مستقبل میں بھی ہوگا۔ اُس کی نہایت درجہ ایمان افروز تشریح حضرت اقدس علیہ السلام نے بنفس نفیس اپنے قلم مبارک سے اس خبر کے اندراج سے چند صفحات قبل خود ہی فرما دی ہے جو خالص الٰہی تصرف معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"مردان خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودّت کا تعلق رکھتے ہیں وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے۔ ان پر حقائق و معارف کھلتے ہیں اور دقائق و اسرار شریعت اور دلائل لطیفہ حقانیت ملت ان کو عطا ہوتے ہیں اور اعجازی طور پر ان کے دل میں دقیق در دقیق علوم قرآنی اور لطائف کتاب ربانی اتارے جاتے ہیں اور وہ ان فوق العادت اسرار اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں جو بلاواسطہ موہبت کے طور پر محبوبین کو ملتے ہیں اور خاص محبت ان کو عطا کی جاتی ہے اور ابراہیمی صدق و صفا اُن کو دیا جاتا ہے اور رُوح القدس کا سایہ اُن کے دلوں پر ہوتا ہے۔ وہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا ان کا ہو جاتا ہے۔ اُن کی دعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں۔ اُن کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے۔ وہ ہر میدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں۔ اُن کے چہروں پر محبت الٰہی کا نور چمکتا ہے۔ اُن کے در و دیوار پر خدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ وہ پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ خدا اُن کے لئے اس شیر مادہ سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے جس کے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے۔ وہ گناہ سے معصوم، وہ دشمنوں کے حملوں سے معصوم، وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ خدا عجیب طور پر اُن کی دعائیں سنتا ہے اور عجیب طور پر اُن کی قبولیت ظاہر کرتا ہے یہاں تک کہ وقت کے بادشاہ اُن کے دروازوں پر آتے ہیں۔ ذوالجلال کا خیمہ ان کے دلوں میں ہوتا ہے اور ایک رعب خدائی اُن کو عطا کیا جاتا ہے اور شاہانہ استغنا اُن کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور اہل دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ فقط ایک کو جانتے ہیں اور اُس ایک کے خوف کے نیچے ہر دم گداز ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا ان کے قدموں پر گری جاتی ہے گویا خدا انسان کا جامہ پہن کر ظاہر ہوتا ہے"۔

(روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۷۰،۱۷۱)

مندرجہ بالا سبھی علامات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مقدس وجود اور خلافت رابعہ کے عہد ساز تاریخی و انقلابی واقعات اور فتوحات پر بھی پوری شان سے چسپاں ہو رہی ہیں۔ خصوصاً کتاب ربانی کے دقیق در دقیق علوم، پاک اسرار اور پوشیدہ اعجازی لطائف کا حضور انور کے مبارک دل پر اتارا جانا تو ایک کھلی آسمانی شہادت ہے جس پر حضور انور کے تازہ اور صوری اور معنوی محاسن سے مرصّع اُردو ترجمہ قرآن کریم نے بھی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اور کسی کو مجال سخن نہیں کہ اس واضح حقیقت کا انکار کر سکے۔

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضور نے

☆......☆......☆

مغربی دنیا کا پہلا اُردو ترجمۂ قرآن

یہ اُردو تراجم قرآن عظیم کی تاریخ میں پہلا ترجمہ ہے جو مغربی دنیا کے مرکز انگلستان میں خدا کے محبوب خلیفہ کے قلم سے نکلا اور یہیں سے کمال نفاست اور دلآویز رنگ سے شائع ہوا ہے اور مشرقی ممالک کے عشاق قرآن یہیں سے حاصل کر کے اس کے فیوض و انوار ارضی و سماوی سے متمتع ہو رہے ہیں جو دنیائے مذاہب میں ایک نئے روحانی، اخلاقی اور علمی تغیر عظیم کا پتہ دیتے اور عالمی غلبہ اسلام کے قریب سے قریب تر آنے کی عملاً منادی کر رہے ہیں۔

☆......☆......☆

ایک منفرد اور عدیم النظیر خصوصیت

اس اردو ترجمہ کو یہ منفرد اور عدیم المثال خصوصیت حاصل ہے کہ یہ ترجمہ اکیسویں صدی کے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اور نئی صدی کے ہر چیلنج کا جواب اس میں موجود ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی ذات میں ایک ایسی تفسیر کا قائم مقام ہے جس پر متضرعانہ دعاؤں اور گہرے اور باریک مطالعہ سے فہم قرآن کے بے شمار دریچے خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں۔

☆......☆......☆

حدیث رسولؐ میں عظمت قرآن کا پر شوکت اور پر جلال بیان

آنحضرت ﷺ کے خلیفہ رابع سیدنا حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ:

"اتانی جبریل فقال یا محمد ان الامة مفتونة بعدك قلت له فما المخرج یا جبریل قال كتاب الله فیه نبأ ما قبلكم و خبرما بعد كم و حكم ما بینكم و هوحبل الله المتین وهوالصراط المستقیم وهو قول فصل لیس بالهزل إن القرآن لایلیه من جبار فیعمل بغیره الا قصمه الله ولا یبتغی علما سواه الا اضله الله ولا یخلق عن رده وهو الذی لا تفنی عجائبه من یقل به یصدق ومن یحكم به یعدل ومن یعمل به یؤجر و من یقسم به یقسط"۔

(مسند احمد بن حنبل بحوالہ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۱۷۶۔ مولفہ حضرت علامہ علی المتقی ناشر موسسة الرسالة بیروت اشاعت ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء)

یعنی پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا یا محمد (ﷺ) تیری امت تیرے بعد فتنہ میں پڑنے والی ہے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل اس فتنہ سے کیونکر مخلصی ہوگی؟ انہوں نے جواب دیا کہ کتاب اللہ سے جس میں پہلوں اور پچھلوں کی خبریں ہیں۔ قرآن ہی تمہارے پیش آمدہ سب مسائل کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کی سیدھی راہ ہے۔ قرآن قطعی اور آخری بات ہے اور وہ کوئی بے فائدہ اور کمزور کلام نہیں۔ قرآن وہ کتاب ہے کہ اگر کوئی زبردست جابر بھی اس کو چھوڑ کر کسی اور چیز پر عمل کرے گا تو اللہ اس کو پاش پاش کر دے گا اور جو شخص اس کے سوا کسی اور سے مقصود چاہے گا اس کو اللہ تعالیٰ گمراہ قرار دے یا اور قرآن کریم کسی کے رد کرنے سے پرانا نہیں ہو جائے گا۔ وہ تو دریائے ناپیدا کنار ہے جس کے عجائبات کبھی ختم ہونے میں نہیں آئیں گے۔

اگر چشم بصیرت سے اس معرکہ آراء ترجمہ پر سیدالمرسلین خاتم النبیین ﷺ کی اس مبارک حدیث کی روشنی میں نظر ڈالی جائے تو ماننا پڑے گا کہ کتاب اللہ کا خدا نما عربی چہرہ اردوئے معلّٰی کے اس آئینہ میں اکمل طور پر اپنے خدوخال کے ساتھ منعکس ہو رہا ہے اور قرآن مجید کی بلند شان اور جلالت مرتبت کی عکاسی کر رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آسمانی خبر کے مطابق ایک عظیم مرد خدا، پاک باطن اور مظہر الحق والعلاء نے روح القدس کی بے شمار برکتوں سے اس کو زیب قرطاس کیا ہے۔

☆......☆......☆

ناقابل فراموش نکتۂ معرفت

چھٹی صدی ہجری کے ایک عارف یزدانی اور عالم ربانی حضرت جعفر بن محمد فرماتے ہیں:

"كِتَابُ اللّٰهِ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَشْيَاءٍ . اَلْعِبَارَةُ وَالْاِشَارَةُ وَاللَّطَائِفُ وَالْحَقَائِقُ. فَالْعِبَارَةُ لِلْعَوَامِ وَالْاِشَارَةُ لِلْخَوَاصِ وَاللَّطَائِفُ لِلْاَوْلِيَاءِ وَالْحَقَائِقُ لِلْاَنْبِيَاءِ"

(عرائس البیان جلد ۱ صفحہ ۲،۳۔ از حضرت شیخ الکامل ابومحمد روزبیان ابن ابی النصر البقلی المتوفی ۶۰۶ھ)

یعنی کتاب اللہ چار چیزوں پر مشتمل ہے۔ عبارت پر، اشارت پر، لطائف پر اور حقائق پر۔ عبارت عوام کے لئے، اشارت درگاہ الٰہی کے خاص مقربوں کے لئے، لطیف نکات اولیاء کے لئے اور قرآنی حقائق نبیوں کے لئے مخصوص ہیں۔

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خصوصی ارشاد

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۰ء کو مجلس عرفان سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"میں نے قرآن کے لفظ پر غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہوگی۔ جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک ہو جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہونگی۔ فرقان کے بھی یہی معنے ہیں یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی۔ اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:
AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

امام وقت کی اطاعت

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۷ر نومبر ۹۹ء میں ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے کہ فرشتہ سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ جب ۳۶ء میں قادیان سے انگلستان کے لئے روانہ ہوئے تو رستہ میں بمبئی میں بھی مختصر قیام فرمایا جہاں مقامی جماعت کی درخواست پر نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ کے دوران فرمایا: ”آپ سب جانتے ہیں کہ مَیں اس جگہ کی مقامی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا۔ میرا آپ لوگوں میں سے کسی کے ساتھ کوئی تعلق یا شناسائی نہیں۔ حتی کہ مَیں آپ لوگوں سے ذاتی طور پر متعارف بھی نہیں لیکن بایں ہمہ آپ نے نماز جمعہ کے لئے مجھے اپنا امام بنانا پسند کیا ہے۔ میری یہ درخواست ہرگزنہ تھی۔ آپ لوگوں نے ازخود میرا انتظام کیا ہے۔ اس لئے اب آپ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس نماز میں درددل کے ساتھ پورے طور پر میری پیروی کریں۔ آپ سب کو لازمی طور پر میری اقتدا کرنا ہوگی۔ کسی کو چون و چرا کی مجال نہ ہوگی۔ میری کسی غلطی پر آپ زیادہ سے زیادہ سُبۡحَانَ اللّٰہ کہہ سکتے ہیں لیکن اگر مَیں نماز میں کوئی غلطی کر جاؤں تو آپ لوگوں کو بھی لازمی طور پر میری اقتدا میں وہ غلطی کرنا ہوگی، کسی کو نکتہ چینی کرنے کا حق نہ ہوگا۔ اس بات کے بیان کرنے سے میری غرض آپ کو یہ نصیحت کرنا ہے کہ ہمارے مذہب اسلام میں جب ایک معمولی آدمی جس کو صرف وقتی طور پر امام بنایا جائے اس کی اطاعت کا یہ تقاضا ہے تو اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح جنکے ہاتھ پر ہم سب نے بیعت کی ہوئی ہے، ان کی بہ دل و جان اطاعت اور فرمانبرداری کرنا کس قدر ضروری اور اس سے روگردانی کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔“

شفا کا اعجازی نشان

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۹ر نومبر ۹۹ء میں ۲۴ر مارچ ۹۹ء کو منعقد ہونے والی اردو کلاس کی باتیں (مرتبہ: مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب) شامل اشاعت ہیں۔ اس کلاس میں مکرم چودھری انور احمد صاحب کاہلوں کا بھیجا ہوا یہ واقعہ حضور انور نے سنایا کہ یہاں ہماری لجنہ کی بڑی ایکٹو ممبر ہیں جو ہماری ٹرانسلیشن کلاس میں بھی کام کرتی ہیں، ان کا نام ہے رضیہ باجوہ۔ اُن کے نانا چودھری محمد عظیم باجوہ صاحب کی عمر ۹۸ر سال ہوچکی ہے۔ یہ چھوٹے سے بچے تھے۔ ان کی اماں ان کو گودی میں اٹھا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس لے گئیں۔ اس وقت ان کی آنکھیں شاید دکھ رہی تھیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود سے کہا اس بچے کے لئے دعا کریں، اس کی آنکھیں ٹھیک رہیں۔ حضرت مسیح موعود نے کہا ٹھیک ہے مَیں دعا کرتا ہوں۔ وہ تھیں ناجٹی، زبردستی کرنے والی باجوہ تھیں وہ۔ انہوں نے کہا جب تک آپ اس کی دونوں آنکھوں پر لعاب نہ لگائیں، مَیں نے یہاں سے ہلنا ہی نہیں ہے۔ حضرت صاحب لکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا اچھا مَیں لگادیتا ہوں۔ آپ نے انگلی کو لعاب سے تر کیا اور ان کی دونوں آنکھوں پہ لگادیا۔

اب نشان یہ ہے کہ مدت ہوئی ہے کہ اُن کے دونوں کان بالکل بہرے ہوچکے ہیں، کوئی آواز نہیں سنتے۔ مگر آنکھیں اتنی روشن ہیں کہ بغیر عینک کے پڑھ لیتے ہیں۔ ۹۸ر سال عمر ہے لیکن آج تک آنکھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ ...... باریک سے باریک لکھائی بھی بغیر عینک کے پڑھ لیتے ہیں ...... اور آواز کوئی نہیں سنتے۔

پیارے پیارے چھوٹے چھوٹے واقعات ہوا کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ کے لئے صداقت کا نشان بن گئے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۸ر نومبر ۹۹ء میں ۲۱ر جولائی ۹۹ء کو منعقد ہونے والی اردو کلاس کی باتیں (مرتبہ: مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب) شامل اشاعت ہیں۔ اس کلاس میں مکرم ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب اور اُن کی بیگم بھی شامل ہوئیں۔ حضور انور نے مکرم ڈاکٹر صاحب سے فرمایا: ”آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو تشریف لائیں، اپنا تعارف کروادیں۔ خود احمدی ہوئے ہیں، بڑے بہادر مخلص احمدی ہیں......“۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ مَیں پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر ہوں اور آج کل یونیسیف کے لئے کام کر رہا ہوں۔ ۱۹۹۳ء میں بیعت کی ہے۔ (حضور انور نے فرمایا: دیکھو یوں لگتا ہے جیسے پیدائشی احمدی ہوں۔ ماشاءاللہ)۔ دو تین مہینے کے بعد میری بیگم نے بھی بیعت کرلی تھی۔ میرے والد جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے مولانا کوثر نیازی کے ساتھ کافی عرصہ کام کیا ہے۔ ۱۹۷۴ء میں جو امینڈمنٹ ہوئی تھی وہ انہوں نے ہی ڈرافٹ کی تھی۔ ۱۹۹۰ء میں مجھے امریکہ جانے کا موقع ملا تو وہاں جماعت سے کچھ واقفیت ہوئی۔ وہاں آپ سب کا ایک ٹیپ بھی دیکھا تھا۔ اس کے بعد سے ہی اندازہ ہوگیا تھا کہ یہ سب ٹھیک ہے۔ حضرت مسیح موعود کی کتابیں پڑھ کے بالکل یہ احساس ہوتا تھا کہ اس میں کوئی بات غلط نہیں ہوسکتی۔ آپ کے چہرے میں اور حضرت مسیح موعود کے کلام میں مناسبت تھی۔ اس کے تین چار سال بعد ہم واپس آئے۔

۱۹۹۸ء میں مجھے باہر جانا تھا۔ پاسپورٹ Renew کروانے گیا تو وہاں بیٹھے ہوئے بڑی سی داڑھی والے صاحب نے مجھے کافی تنگ کیا اور سخت الفاظ استعمال کئے اور بدتمیزی کی۔ مَیں جب واپس دفتر آیا تو تکلیف بہت تھی کیونکہ کبھی کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا تھا۔ نماز پڑھ کر دعا کی (چونکہ حضرت مسیح موعود کا الہام تھا کہ جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا، مَیں اس کو رسوا کروں گا) ایک تو میرا کام ہو جائے، دوسرا اُسکے ساتھ بھی کچھ ہو کیونکہ اس نے میرے ساتھ بدسلوکی کی ہے۔ جب مَیں واپس آیا تو مَیں نے امیر صاحب سے کہا۔ انہوں نے کہا فلاں صاحب سے رابطہ کریں۔ وہاں گیا تو انہوں نے ڈائریکٹر صاحب کو درخواست دلوائی کہ ایسا سلوک کیا جاتا ہے۔ ڈائریکٹر صاحب نے بلوایا اور کہا کہ آپ اچھے لوگ ہیں، ہم آپ کا کام کردیں گے۔ پاسپورٹ انہوں نے بنادیا۔ جب مَیں ایک گھنٹے کے اندر اندر پاسپورٹ بنوا کے وہاں سے نکلنے لگا تو وہاں ایک لمبا چوڑا آدمی داخل ہوا اور اُس نے اُس شخص سے جس نے میری بے عزتی کی تھی، پاسپورٹ بنانے کو کہا۔ اُس نے جواب دیا کہ وقت ختم ہوگیا ہے۔ اس پر اُس نے اُس کی کافی خبر لی اور جو لمبی چوڑی گالیاں ہوتی ہیں وہ اُس کو دیں۔ میرے دل میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرلی۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو یونائیٹڈ نیشنز کی طرف سے دباؤ پڑا تھا، وہ بھی تو ہے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ کچھ لوگوں نے کوشش کی تھی کہ مجھے تنگ کریں اور پریشان کریں۔ اس کی وجہ سے مَیں کچھ دیر باہر رہا ہوں۔ یونائیٹڈ نیشنز نے پروٹسٹ کیا کہ آپ لوگ ہمارے معاملہ میں مداخلت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں پتہ لگ گیا ہے کہ آپ کیا سلوک کر رہے ہیں، ہم سب دنیا کو بتائیں گے۔ مَیں جب پاکستان سے نکل رہا تھا، کافی خطرہ تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اسلام آباد میں کافی خطرہ ہے۔ اسلام آباد کی بجائے لاہور سے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے اڑہائی بجے اسلام آباد سے لاہور بھیجا۔ نو بجے فلائٹ تھی۔ جب ہم گئے تو راستہ میں کافی تیز تھے مگر اتفاق سے پٹرول ختم ہوگیا۔ دیر ہوگئی اور اندازہ یہ تھا کہ فلائٹ نہیں ملے گی۔ مگر جب مَیں لاہور پہنچا ہوں تو پتہ چلا کہ فلائٹ دو گھنٹے لیٹ ہوگئی ہے۔ وہاں ایئرپورٹ پر سٹاف نے بہت آؤبھگت کی۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے اللہ تعالیٰ خود ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ جب واپس آئے ہیں تو جنہوں نے یہ سلوک کیا تھا، اُن کی کافی خبر لی گئی۔ انہوں نے کہا اگر آئندہ ایسا ہوا تو آپ کے خلاف انٹرنیشنل لیول پر کیس کریں گے۔...... اس کے بعد بس حضور مَیں دعا کی تحریک کرتا ہوں۔

محترم میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی

محترم میاں صاحب جب ٹریننگ کالج کے طالب علم تھے تو ایک بار کرکٹ کی ٹیم لے کر قادیان گئے۔ جب کھیل کر واپس چلے گئے تو حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام ملا کہ تعلیم مکمل کرکے قادیان آجاؤ۔ چنانچہ آپ حسب ارشاد قادیان پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر آپ کو علم ہوا کہ حضور آپ کو اور آپکے خاندان کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۸ر اکتوبر ۹۹ء میں محترم میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی کے بارہ میں ایک مضمون آپکی نواسی مکرمہ عطیۃالظاہر صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم جمونی صاحب کو نہ صرف خلفاء کی اولادوں بلکہ ان کی بیگمات کو پڑھانے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ آپ جامعہ احمدیہ اور جامعہ نصرت برائے خواتین میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

آپ کو دعوت الی اللہ کے مواقع بھی حاصل ہوئے۔ امریکہ میں قیام کے دوران آپ نے عیسائیوں کی یونیورسٹی میں ایک مباحثہ بھی کیا جس کے بعد آپ کو یونیورسٹی کی طرف سے Doctor of Divinity کی اعزازی ڈگری دی گئی۔ امریکہ میں آپ نے دس سال کا طویل عرصہ نہایت سادگی سے گزارا جس کا بیشتر حصہ ڈیٹن کی احمدیہ مسجد کے ایک کمرے میں گزرا۔ چونکہ آپ کو کھانا پکانا نہیں آتا تھا اس لئے آپ کا گزارا اکثر ڈبل روٹی، بسکٹ، اور مشروبات پر ہوتا تھا۔

اعزاز

☆ مکرم محمد اقبال صاحب نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے ایم۔اے (فارسی) سال اوّل میں یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ سیرالیون میں او-لیول کے امتحان میں ملک بھر میں جن پانچ طلبہ نے ڈسٹنکشن لی ہے اُن میں سے چار کا تعلق احمدیہ سکولوں سے ہے جبکہ ملک بھر میں اوّل آنے والے طالب علم مکرم امان اللہ صاحب احمدی ہیں۔

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۳ر نومبر ۹۹ء کی زینت مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

اے مکینِ دل تجھے ہجر کا مَیں گلہ کروں، نہ خدا کرے
ترے سارے درد سمیٹ لوں مَیں، خدا کرے، ہاں خدا کرے
تری چاہتیں، مری خواہشیں، تیری قربتیں، مری منزلیں
مری جان جانِ عظیم ہو تیرے پاؤں میں جو فنا کرے
وہی عمر عمرِ عزیز ہے جو ترے قدم کی کنیز ہے
وہی زندگی تو امر ہوئی جو ترے حضور وفا کرے

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
13/11/2000 – 19/11/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 13th November 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.99, Final Part With Hadhrat Khalifatul Masih IV ®
01.00 Liqa Ma'al Arab Rec.07.06.95 ®
02.05 Exhibition: Nusret Jehan Academy
02.30 Interview: With Amtul Q.Arshad Sahiba
03.10 Urdu Class: Lesson No.496 Rec.05.06.99
04.30 Learning Chinese: Lesson No.191 ®
04.55 Huzoor's Mulaqat: With Young Lajna & Nasirat
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Kudak No.13
07.00 Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec: 15.03.98
08.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.45
09.30 Urdu Class: Lesson No.496 Rec.05.06.99 ®
11.00 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No.87
13.10 Rencontre Avec Les Francophones
14.10 Bengali Service: Various Items
15.10 Homeopathy Class: Lesson No.171
16.20 Children's Corner: Class No.100 Part 1 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.55 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat, Dras ul Malfoozat
18.30 Urdu Class: Lesson No. 497 Rec: 09.06.99
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.49
20.45 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat with French speaking Friends ®
21.45 Introduction to Qadian / Part 1
22.50 Homeopathy Class: Lesson No.171 ®

Tuesday 14th November 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: With Hazoor Class No.100 / Part 1®
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.49
02.10 MTA Sports: Meero Dubba Basalat group Vs. Qanaat group
03.00 Urdu Class: Lesson No.497 Rec.09.06.99
04.15 Learning Norwegian: Lesson No.87 ®
05.00 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat with French speaking friends®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Class: With Hadhrat Khalifatul Masih IV No. 100 First Part
07.05 Pushto Programme: F/S Rec: 23.07.99 With Pushto Translation
07.40 Introduction to Qadian / Part 1®
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.49 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.497 Rec: 09.06.99 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.35 Le Francais C'est Facile: Lesson No.16
12.55 Bengali Mulaqat: Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
13.55 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.142
16.10 Le Francais C'est Facile: Lesson No.16 ®
16.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No.28
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.498 Rec: 11.06.99
19.25 Liqaa Ma'al Arab:Session No.50
20.30 Zinda Log: Shahadut Mirza G. Qadir Sb.
21.15 Bengali Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV ®
22.15 Qadain Darul Amaan Part 2
22.45 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.142 ®

Wednesday 15th November 2000

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Quran Pronunciation ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Rec: 14.06.95 ®
02.00 Bengali Mulaqat: ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.498 Rec: 11.06.99
04.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.16 ®
04.50 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.142 ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Quran Pronunciation ®
07.00 Swahili Programme: Seeratun Nabi (saw) Presented by Maulana Jamil-ur-Rehman Rafiq
07.20 Zinda Log: Shahadut Mirza Gulam Qadir Sb. ®
08.35 Liqa Ma'al Arab: Rec.14.06.95 ®
09.45 Urdu Class: Lesson No.498 Rec: 11.06.99 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Urdu Asbaaq Lesson No.26
13.05 Atfal Mulaqat: With Huzoor
14.05 Bengali Service: Various Items
15.05 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.143
16.10 Urdu Asbaaq: Lesson No.26
16.45 Childrens Corner: Puppet Show
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 Urdu Class: Lesson No.499 Rec.12.06.99
19.35 Liqaa Ma'al Arab: Session no. 52
20.40 MTA France; Various Items
21.05 Atfal Mulaqat: With Huzoor ®
22.40 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.143
23.45 A Page from the History of Ahmadiyyat

Thursday 16th November 2000

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Guldasta
01.00 Liqaa Ma'al Arab: Session No.52 ®
02.05 Atfal Mulaqat: With Huzoor ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.499 ®
04.25 Urdu Asbaq: Lesson No.26 ®
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.143 ®
06.05 Tilawat, News
06.45 Bharat Darshan Prog.No.1 ®
07.30 First of Three Historic Lectures Delivered By Hadhrat Mirza Basheer Ahmad Sb. (R.a.) Topic: Life of the Promised Messiah (A.S.)
09.05 Hzurr's Historic Visit to Qadian 1991
10.00 Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.05 Historic Footage of Qadian 1928
12.15 Documentary: On Jalsa Salana Qadain Production of MTA International
12.50 News
13.10 Moshaira Memories of Jalsa Salana Rabwah
14.25 Nazm: Kalaam Hadhrat Khalifatul Masih IV 'Apnay Desh Mein Apney Basti Mein'
15.00 Repeat of Huzur's Address
17.05 Huzur's Majlis-E-Irfan in Qadain
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.500
19.30 First of 3 Historic speeches Delivered by Hadhrat Mirza Basheer Ahmad (R.A.) Topic: Life of Promised Messiah (A.S.)
21.10 Documentary: Jalsa Salana Qadain
22.00 Opening Session Live from London

Friday 17th November 2000

00.05 Tilawat, Dars-ul-Hadith, News
00.50 Bharat Dharhan: Programme No.1 Production of MTA Qadain ®
01.20 Opening Session by Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec.16.11.00 ®
03.20 Urdu Class: Lesson No.500 ®
04.30 Documentary: Qadian Darul Amaan
04.50 First of three Historic Speeches Delivered By Hadhrat Musleh Maud (R.A.) – Topic Life of Promised Messiah (A.S.)
06.05 Tilawat, News
06.45 Documentary: Bharat Darshan Prog. No.2 Presentation of MTA Qadain
07.30 Second of 3 Historic Lectures by Hadhrat Musleh Maud (R.A.) Topic Life of the Promised Messiah (A.S.)
10.00 Highlights of J/S Himachal Pardesh'99
11.45 A Report on All Religious Confrence From Haryana India 1998
12.20 Nazm, Darood Shareef
13.00 Friday Sermon: Live
14.05 Nazm read in Huzur's Presence Qadain '91
14.30 Majlis-e-Irfan: Held in Qadain With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.30 Friday Sermon: 'London'Rec.17.11.00 ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class: Lesson No.501 Rec: 18.06.99
19.35 Second of 3 Historic Lectures by Hadhrat Musleh Maud (R.A.) Topic Life of Promised Messiah (A.S.)
20.45 Speech: Jalsa/Salana U.K 2000 by Ata-ul-Mujeeb Rashed Sb.
21.25 Documentary: 'Ooshoo – Mattlaan'
21.50 Friday Sermon: Rec.17.11.00 ®
22.55 Majlis-e-Irfan with Huzoor: In Qadain®

Saturday 18th November 2000

00.05 Tilawat, News
00.35 Nazm read in Huzur's Presence in Qadain
01.00 Second of 3 Historic Lectures Delivered by Hadhrat Musleh Maud (R.A.) Topic Life of Promised Messiah (A.S.)®
02.10 Friday Sermon: Rec.17.11.00 ®
03.15 Urdu Class: Lesson No.501 Rec.18.06.99®
04.20 Computers for Everyone: Part 74
05.00 Majlis-e-Irfan: with Hadhrat Khalifatul Masih IV Held in Qadain ®
06.05 Announcement of Special Jalsa Programme
06.20 MTA News
06.45 Bharat Darshan Programme No.3
07.30 Last of 3 Lectures Delivered by Hadhrat Musleh Maud (R.A.) Topic Life of Promised Messiah (A.S.)
09.05 Huzur's Historic Visit to Qadian 1991
10.00 Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.05 All Religious Conference & Opening Ceremony of Masjid-e-Noor in Shams Pur Punjab India. Production MTA Qadain
12.50 MTA News
13.10 A Report on Religious Founders Day Held At Himachal, Dungoh – MTA India
14.05 Majlis-E-Irfan With Hazoor Held in Qadain
15.00 Repeat of Huzoor's Address
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.20 Urdu Class: Lesson No.502 Rec:19/06/99
19.30 Last of 3 Historic Lectures delivered by Hadhrat Musleh-e-Maud (R.A.) – Topic Life of Promised Messiah (A.S.)
22.25 Documentary: Bharat Darshan Programme No.3 - Presentation MTA Qadain
22.55 German Mulaqat:

Sunday 19th November 2000

00.05 Tilawat, News
00.45 Quiz Khutabat-e-Iman
01.05 Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.502 ®
04.15 Weekly Preview ®
04.30 All Religious Conference Opening Ceremony of Masjid-e-Noor In Shams Pur Punjab India ®
05.0 A Report on Religious Founders Day Held at Himachal Dungah MTA India
06.05 Tilawat, News, Weekly Preview
07.05 Quiz Khutbat-e-Imam ®
07.25 German Mulaqat: ®
08.30 Last of 3 Historical Lectures Delivered By Hadhrat Musleh Maud (R.A.) Topic Life of Promised Messiah (A.S.)
09.50 Urdu Class: Lesson No.502 ®
11.00 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.50 Learning Chinese: Lesson No.192 With Usman Chou Sahib
13.15 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.20 Bengali Service: Various Programmes
15.20 Friday Sermon: Rec.17.11.00 ®
16.20 Children's Class: With Hadhrat Khalifatul Masih IV Class No.100 Final Part
16.50 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.503 / Rec.23.06.99
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.53
20.45 Massiah 2000 Zion City Conference
21.15 Q/A Session: Rec.29.03.98 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.00 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 Friday, November 10, 2000 Issue No. 45

حاصل مطالعہ

(سہیل احمد ثاقب بسراء)

ہے سہل مسلمان کو کافر کہنا

دور حاضر کے نام نہاد علماء، اسلام کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں اور جس پر جس طرح چاہیں فتوے صادر کرتے رہتے ہیں۔ گزشتہ دنوں خاکسار کی نظر سے کرنل حامد محمود کی کتاب ''مَیں نے پاکستان بنتے دیکھا'' گزری جسے القلم دارالاشاعت، ۱۱۔شان پلازہ بلیو ایریا اسلام آباد نے شائع کیا ہے۔ اس میں ایسے ہی علماء کے چند فتووں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ مضحکہ خیز فتوے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔ ان کو پڑھ کر ہر کوئی بآسانی ان نام نہاد علماء کی خدمت اسلام کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

کفر کا فتویٰ لگانے کی قبیح رسم

کفر کا فتویٰ لگانے کی قبیح رسم مسلمانوں میں چلی آ رہی ہے۔ جو بھی اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار سمجھتا ہے وہ جس پر چاہے کفر کا فتویٰ جاری کر دیتا ہے۔ اور قانون کی نظر میں یہ بات قابل گرفت نہیں ہے۔ اس سے پہلے سر سید احمد خان اور شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد پر بھی جاہل ملاؤں نے ایسے فتوے جاری کئے تھے۔ اور تو اور اسلام کے بہت بڑے شیدائی علامہ اقبال پر بھی کفر کا فتویٰ جاری کیا گیا تھا۔ ہوا یوں کہ علامہ پنجاب کونسل کی ممبری کے لئے انتخاب لڑ رہے تھے۔ ان کے مدمقابل ملک محمد دین بار ایٹ لاء تھے جن کو گورنر کی خوشنودی حاصل تھی۔ اس لئے پنجاب حکومت نے حضرت علامہ کو انتخاب میں ناکام بنانے کی بڑی سازشیں اور چالیں چلیں۔ اس موقعہ پر مسجد وزیر خان کے مولانا سید دیدار علی شاہ نے اعلان کیا ''علامہ اقبال شکوہ'' لکھنے کی وجہ سے کافر ہیں۔ جب تک وہ کفر سے توبہ نہ کریں کوئی مسلمان انہیں ووٹ نہ دے۔ ووٹ صرف ملک محمد دین کو دینے چاہئیں جو نمازی، پرہیزگار اور متشرع ہیں''۔

کیونکہ علامہ اقبال کے لئے لاہور کے تمام نوجوان طالب علم سرگرم عمل تھے اور ہر طرف یہ نعرہ گونج رہا تھا ''پتلون پوش ولی کو یاد رکھنا'' اس لئے انتخاب ہوا علامہ بھاری اکثریت سے جیت گئے۔

(''مَیں نے پاکستان بنتے دیکھا''
از کرنل حامد محمود صفحہ ۲۰۷)

☆......☆......☆

دینِ ملاّ فی سبیل اللہ فساد

''اسی سلسلے میں مجھے بچپن میں ایک مناظرہ دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ ہوشیار پور میں کمیٹی چوک میں ایک بڑا اجتماع تھا۔ آمنے سامنے (درمیان میں تیس گز کے فاصلے پر) دو سٹیج بنے ہوئے تھے جہاں دونوں طرف لاؤڈ سپیکر کے ساتھ بہت سارے مولوی صاحبان براجمان تھے۔ دونوں طرف میزوں پر موٹی موٹی کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ مولوی صاحبان باری باری ان کتابوں سے اقتباسات پیش کرتے تھے۔ کئی گھنٹے تک بڑی عالمانہ، فلسفانہ اور جنگجویانہ بحث ہوتی رہی۔ دونوں جانب کے طرفدار تماشائی وقفے وقفے کے درمیان بڑے جوش و خروش سے نعرے لگاتے تھے۔ آخر بہت دیر کے بحث و مباحثے کے بعد اندیشہ فساد کی وجہ سے یہ تماشا ختم ہوا۔ یہاں دونوں جانب کے طرفدار مسلمانوں میں فساد ہوتے ہوتے رہ گیا۔ بحث کا موضوع کیا تھا؟ سنئے اور سر دھنئے۔

لمبے چوڑے اقتباسات پڑھے جاتے تھے اور پھر ان پر بڑی عجیب و غریب فلسفیانہ تاویلات کی جاتی تھیں اور پھر اس جانب سے اعلان ہوتا تھا ''پس ثابت ہوا کہ جو رسول کریم ﷺ کو بشر سمجھتا ہے وہ کافر ہے''۔ اس کے جواب میں دوسری جانب سے جواباً موٹی موٹی کتابوں سے اقتباسات پیش کئے جاتے تھے اور جوابی فتویٰ سنایا جاتا تھا۔ ''پس پیچ اس مسئلے کے اب شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی کہ جو شخص رسول کریم ﷺ کو بشر نہیں سمجھتا وہ کافر ہے''۔

واہ! واہ! کیا اسلام کی خدمت تھی؟ علامہ اقبال نے ایسے ہی مولویوں کے لئے لکھا ہے۔

دینِ ملاّ فی سبیل اللہ فساد

(میں نے پاکستان بنتے دیکھا'' از کرنل حامد محمود صفحہ ۲۰۸،۲۰۷)

☆......☆......☆

چاند پر پہنچنے سے نکاح ٹوٹ گیا

''کفر کے فتوے جاری کرنے کے علاوہ جاہل مولویوں نے نکاح ٹوٹنے کا عجیب و غریب فتویٰ بھی شروع کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں تین مثالیں پیش کرتا ہوں۔ انسان ایک عرصہ سے اجرام فلکی کے رازوں کا مطالعہ کرتا چلا آ رہا ہے اس نے چاند پر پہنچنے کی کوششیں شروع کیں تو کچھ ملاؤں نے اپنے وعظ میں ارشاد فرمایا ''کوئی انسان چاند پر نہیں پہنچ سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نظام میں دخل دینے کے مترادف ہے اس لئے انسان ہرگز خدا کی خدائی میں خلل ڈالنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا'' وغیرہ وغیرہ۔

جب مسلسل کوشش اور ہمت سے امریکہ کا نیل آرمز سٹرونگ چاند پر پہنچ گیا تو دنیا نے بڑی خوشی منائی کہ انسان کے لئے اب کائنات کے مطالعے کے لئے بڑا دروازہ کھل گیا ہے۔ مگر انہی دنوں اخبار میں کوہاٹ کے ایک کٹھ ملا کا فتوہ شائع ہوا ''چاند پر پہنچنے کی خبر جھوٹ اڑائی گئی ہے۔ اسلام کے عقیدے کے مطابق کوئی انسان چاند پر نہیں پہنچ سکتا۔ جو مسلمان اس بات پر یقین لے آئے ہیں کہ ایک امریکی چاند پر پہنچ گیا ہے ان کے نکاح اپنی اپنی بیویوں سے ٹوٹ گئے ہیں''۔

مجھے یاد ہے کہ مَیں نے گھر میں اپنی بیوی کو اخبار دیا اور کہا اس فتوے کو پڑھو۔ وہ اخبار میں یہ اعلان پڑھ کر ہنسنے لگی تو میں نے کہا یہ تو رونے کی بات ہے۔ اب ہم تو میاں بیوی نہیں رہے کیونکہ مجھے تو پورا یقین ہے کہ مسٹر نیل آرمز سٹرونگ واقعی چاند پر پہنچ گیا ہے۔ اس لئے ہمارا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ اب مجبوری ہے مجھے تو دوسری شادی کرنی پڑے گی''۔

(میں نے پاکستان بنتے دیکھا'' از کرنل حامد محمود صفحہ ۲۰۹،۲۰۸)

☆......☆......☆

اسلامی اقدار کا مذاق اڑانے سے نکاح ٹوٹ گیا

''دوسری مثال پاکستان کی پہلی خاتون وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی ہے۔ انتخابات کے موقع پر اکتوبر ۱۹۹۰ء کے دوران جب انہوں نے شرعی سزاؤں کا مذاق اڑایا تو عام مسلمانوں نے اس پر غم و غصے کا اظہار کیا مگر ایک جاہل مولوی کا فتویٰ اخبار میں شائع ہوا۔ ''چونکہ بے نظیر بھٹو نے اسلامی اقدار کا مذاق اڑایا ہے اس لئے اب اس کا آصف علی زرداری سے نکاح ٹوٹ گیا ہے''۔

(میں نے پاکستان بنتے دیکھا'' از کرنل حامد محمود صفحہ ۲۰۹)

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن پاک کی توہین کے جھوٹے الزام میں مقدمہ

(پریس ڈیسک): پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق ماسٹر منیر احمد صاحب جو چک ۶۴۵ گ ب جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کے پرائمری سکول میں تعینات ہیں کے خلاف ایک مقدمہ زیر دفعہ 295/B تعزیرات پاکستان تھانہ لنڈیانوالہ ضلع فیصل آباد میں ۲۰ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو درج ہوا۔

یہ مقدمہ ایک مخالف سلسلہ محمد طفیل ولد ولی محمد سکنہ چک ۶۴۵ گ ب کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا جو اس نے اسسٹنٹ کمشنر پولیس جڑانوالہ کو دی تھی۔ درخواست میں لکھا گیا تھا کہ ماسٹر منیر احمد احمدی نے مورخہ ۱۶ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو ایک کتاب مسئلہ علم غیب تحریر کردہ صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ حافظ آباد کو پھاڑا اور سکول کے بچوں سے کہا کہ وہ اس کتاب کو گندے نالے میں پھینک دیں کیونکہ کتاب مذکورہ میں قرآنی آیات اور احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ اس لئے احمدی مذکور نے اسے پھاڑ کر توہین احادیث اور قرآن کا جرم کیا ہے لہذا تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/B کے تحت اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

اسسٹنٹ کمشنر نے اس کی درخواست اور پھٹی ہوئی کتاب انچارج پولیس سٹیشن لنڈیانوالہ کو مقدمہ درج کرنے کے لئے بھجوا دی۔ اس طرح ماسٹر منیر احمد پر مورخہ ۲۰ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو مقدمہ کا اندراج ہو گیا۔ اصل واقعہ یوں ہے کہ یہ کتاب محمد طفیل نامی شخص نے خود پھاڑی اور ایک سازش کے تحت الزام ماسٹر منیر احمد پر لگا دیا۔ اس کے بعد اس نے ارد گرد کے لوگوں کو احمدیوں کے خلاف اشتعال دلایا اور ایک ہجوم اکٹھا کر کے پولیس سٹیشن پہنچا تا کہ انتظامیہ پر مقدمہ کے اندراج کے لئے دباؤ ڈالا جائے۔ چنانچہ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی بھائیوں کے لئے برابر دعائیں جاری رکھیں۔ آج کل ایک دفعہ پھر مولویوں کی شرارتیں جماعت کے خلاف بڑھ گئی ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کو ان ظالموں کے شر سے محفوظ رکھے اور اپنی امان میں رکھے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔